فہرست کتاب

پیش لفظ از قلم مولانا عبدالقیوم حقانی اکوڑہ خٹک

نام کتاب: ماہِ رمضان

مؤلف: مولانا محمد طاہر عالم زید مجدہ

کمپوزنگ: حافظ کمپیوٹر گرافکس شیخوپورہ

سرورق: شیخ کامران حیات (گرافکس اسپیشلسٹ)

طبع ثالث: اگست 2004ء

تعداد: 1100

پبلشرز: الفلاح ایڈورٹائزر اردو بازار لاہور 0333-4293569

قیمت: -/80 روپے

ملنے کے پتے

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ فاروقیہ شرقپور روڈ شیخوپورہ فون: 53939
اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
جامعہ ابو ہریرہ اڈا زڑہ میانہ نوشہرہ پشاور
مکتبۃ الحسن 33 حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
ادارہ اسلامیات نیو انارکلی نیلا گنبد لاہور
پاک بک ڈپو مین بازار سرائے عالمگیر
جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن سرائے عالمگیر
اسلامی کتب و کیسٹ مرکز بیسمنٹ شمشاد ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور
خزینہ علم و ادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

پیش لفظ

حضرت مولانا **عبد القیوم حقانی**

صدر ادارۃ العلم و التحقیق

دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن ٥

مادیت، الحاد، بے دینی، انتشار اور مغربی میڈیا کی یلغار کے اس دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں عقائد، نظریات، بنیادی تعلیمات اور بالخصوص ارکانِ اسلام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے متعلق ان کی فکری اور ذہنی تربیت کے لئے مختصر مگر جامع آسان اور سلیس زبان میں کتابیں لکھیں اور شائع کی جاتی رہیں۔

اسی ضرورت اور احساس کے پیش نظر سلف صالحین نے بھی مسلمانوں کے نفعِ عام کے لئے جامع کتابیں لکھی ہیں جو بقدرِ امکان ضروری دینی معلومات، روزمرہ کے فرائض و اعمال اسلامی اخلاق اور انفرادی و اجتماعی زندگی کی ہدایات پر مشتمل اور ایک اوسط درجہ کے مسلمان کے لئے کافی و شافی ہیں جس کو وہ آسانی سے اپنی زندگی کا دستور العمل بنا سکتا ہے۔

چنانچہ امام غزالیؒ کی احیاء علوم الدین ''کیمیائے سعادت'' ''بدایۃ الھدایۃ'' امام ابن الجوزیؒ کی ''تلبیس ابلیس'' اور منہاج القاصدین سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی غنیۃ الطالبین، علامہ مجد الدین فیروزپوریؒ کی''

سفر السعادة " حافظ ابن قیمؒ کی زاد المعاد فی ھدیِ خیر العباد، علامہ محمد بن ابی بکر سمرقندی کی شرعة الاسلام الی دار السلام، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی مالا بُدَّ مِنهُ، سید احمد شہیدؒ کی صراطِ مستقیم، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تعلیم الدین، حیوۃ المسلمین اور بہشتی زیور، مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ کی تعلیم الاسلام، مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی کی اسلام کی بنیادی تعلیمات، ایسی کتابیں ہیں جنہیں اپنے دور کے بڑے بڑے مصلحین و مخلصین نے اپنے اپنے دور میں حالات کی رعایت سے اس زمانے کے حالات اور فکری رجحانات کو ملحوظ رکھ کر اصلاحِ انقلاب امت کا فریضہ انجام دیا ہے۔

دورِ حاضر میں اس موضوع کی اہمیت اور اس انداز سے مسلمانوں بالخصوص نسلِ نو کی تعلیم و تربیت کی ضرورت اس لئے اور بڑھ گئی ہے کہ یہ دور سہولت پسند اور اختصار پسند واقع ہوا ہے۔ وقت کی قدر و قیمت اور اس کی برق رفتاری کا احساس ذکاوت کی حد تک پہنچ گیا ہے ایک موضوع پر دسیوں اور بیسیوں کیا، دو کتابوں کے مطالعہ اور ان کے حصول کی فرصت کہاں؟ ایک موضوع پر متعدد کتابوں کا مطالعہ تو اپنی جگہ رہا، ہر پیچیدہ اور طویل، محنت طلب اور دقیق کتاب کے مطالعہ سے گریز اس دور کا عام مزاج بن گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ موجودہ نسل کسی حد تک ضعیف القویٰ اور قاصر الھمت بھی نظر آتی ہے تمدن کی پیچیدگیوں اور زندگی کے لامتناہی مطالبات نے مطالعہ اور استفادہ کے خواہشمندوں کو اور بھی آسان پسند اور اختصار و اجمال پسند بنا دیا ہے۔ اسلئے عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اسلام کے بنیادی ارکان پر آسان اور سلیس زبان میں نئے انداز سے دورِ حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر مختصر مگر جامع کتابیں تیار کی جائیں جو سلف صالحین اور اکابر کی محنتوں اور گزشتہ کتابوں کی قائم مقامی کر سکیں۔ چنانچہ اس موضوع پر اور اس مقصد کے پیشِ نظر برادرِ گرامی حضرت مولانا محمد طاہر صاحب مدظلہ ناظم و مدرس جامعہ فاروقیہ شیخوپورہ نے اپنے عظیم والد حضرت مولانا محمد عالم صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ پیشِ نظر کتاب ماہِ رمضان ان کی پہلی تالیفی کاوش اور شاندار نقش اول ہے، جسمیں زبان کی سلاست، سہولت، اختصار، زمانہ حال کے لوگوں کا معیارِ تعلیم اور انکی ضروریات اور حالات کا خیال رکھا گیا ہے، جس کی افادیت بہت وسیع اور دوررس ثابت ہوگی۔ کتاب کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں تمام اہم مسائل اور ضروری باتیں آگئی ہیں جن سے واقفیت تمام مسلمانوں کے لئے لازمی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اس خاص مضمون پر دینی کتب خانہ کے دریا کو اس ایک کتاب کے کوزہ میں بند کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ کامیاب نظر آتے ہیں۔

مؤلف کا یہ شاندار نقشِ اول ان کے علمی و دینی اور روشن مستقبل کا آئینہ دار ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ وہ اس سلسلۂ تالیف کو آگے بڑھائیں۔ نماز، حج، زکوٰۃ اور دیگر موضوعات پر بھی اس طرح کی تالیفات کا سلسلہ جاری رکھیں تو اصلاح انقلاب امت میں بھرپور مدد ملے گی۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

(مولانا) عبدالقیوم حقانی (مدظلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس دور میں اسلام اور شعائر اسلام سے جس قدر مسلمانوں میں غفلت پائی جاتی ہے وہ سب پر واضح ہے۔

نفسانی خواہشات کی پیروی لازمی سمجھی جاتی ہے چاہے اس میں اسلام کی مخالفت ہی کیوں نہ ہو۔ بالکل اس کے مصداق بن چکے ہیں بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا بلکہ دنیا کی زندگی کو تم مقدم رکھتے ہو۔ کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَ تَذَرُوْنَ الاٰخِرَۃَ (ہرگز نہیں بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ ۔

میخانہ نے رنگ روپ بدلا ایسا
میکش نہ میکش ساقی نہ ساقی

اسی غفلت کو دیکھ کر بعض اہل دل کا دل جلتا ہے تو وہ اپنے ماحول میں دینی احساسات و جذبات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے حالات میں مسلمانوں کا یہ اہم فریضہ ہے کہ جب متاع ایمانی اجڑتا اور لٹتا نظر آئے تو وہ اپنی حتی المقدور کوشش کریں جب وہ عہدہ برآں ہو سکیں گے ورنہ وہ بھی ماخوذ ہوں گے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب یہ احساس بھی مٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ ۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اب چونکہ ماہ رمضان قریب آگیا ہے اسی احساس و نظریہ کے تحت خیال ہوا کہ ایک مختصر سا کتابچہ شائع کیا جائے جس میں روزہ، تراویح، اعتکاف کی فضیلت و مسائل تحریر ہوں۔

خدائے علیم و بصیر سے التجا ہے کہ اس کے پڑھنے سننے والوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فرضیت روزہ

"یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون"

(اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ)

اس آیت مبارکہ سے تین چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ فرضیت روزہ جس پر کتب علیکم الصیام دال ہے

۲ - روزہ ایک بین المذاہب عبادت ہے جو کتب علی الذین من قبلکم سے معلوم ہوتی ہے:

۳ - روزہ کی غرض و غایت حصول تقویٰ ہے بشرطیکہ طریقہ مسنونہ کے مطابق ہو اور تمام آداب کو ملحوظ رکھا جائے یہ لعلکم تتقون سے واضح ہے!

روزہ میں بڑی حکمت یہی ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو جس کو شریعت کے احکام مرغوبات میں ڈوبنے کی وجہ سے بھاری معلوم ہوتے ہیں روزہ رکھنے کی وجہ سے جب ان میں تقدیم وتاخیر اور تقلیل ہوگی تو نفس کو تقویٰ کی عادت پڑیگی اب جو احکام بھاری معلوم ہوتے تھے سہل اور آسان ہو جائیں گے وہ ان احکام پر عمل کرے گا اور انہیں کرنے کی رغبت ہوگی ممنوعات سے بچے گا یہی تقویٰ ہے۔

فرضیت روزہ پر حدیث

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ و رسولہ و اقام الصلوۃ وایتاء

الزکوۃ والحج وصوم رمضان"

(ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ایک یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں دوسرا نماز قائم کرنا تیسرا زکوٰۃ ادا کرنا چوتھا حج کرنا پانچواں رمضان کے روزے رکھنا۔

(۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک صحیح روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بیان کیا ہے جو شعبان کی آخری تاریخ میں آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ " جعل اللہ صیامہ فریضۃ" اللہ نے اس مہینہ کا روزہ فرض کیا ہے (یہ ایک صحیح حدیث کا جز ہے) اس آیت اور احادیث سے کس قدر روزہ کی اہمیت معلوم ہوئی:

خدا اور رسول کے حکم کے بعد بھی اگر کوئی حیلے اور بہانے بنائے " سوائے ایمانی کمزوری کے اور کچھ نہیں۔

روزہ کے اصطلاحی معنی

طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا اس پر قرآن مجید کی یہ آیت دال ہے۔

کلو وشربو حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی الیل (بقرۃ)

سنہ ۲ ہجری کو روزہ فرض ہوا روزہ کی ظاہری حالت فاقہ کشی اور بھوک پیاس میں مبتلا ہونے کی ہے روزہ اسلام کے اقتدار کے دور میں فرض ہوا تاکہ

کہ کسی کو یہ اعتراض کرنے کا موقع نہ ملے کہ یہ تو افلاس و غربت اور محکومی کے دور کی ہی عبادت ہے جس کا مقصد فقر و فاقہ کو چھپانا ہے: روزہ کی فرضیت کے ثبوت کے بعد اب فضائل رمضان و روزہ میں احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

۱ - عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا" و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایمانا" و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (رواہ البخاری والمسلم)

جس نے رمضان کے روزے ایمان سے اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جس نے رمضان کی راتوں کو قیام کیا (یعنی تراویح پڑھیں) ایمان سے اور ثواب کی نیت سے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں رمضان کے دن کے روزے اور راتوں کے قیام کا بیان ہے ہر ایک کا ثواب الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ عجیب دولت ہے کہ گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مغفرت ہو جاتی ہے بشرطیکہ مانع مغفرت کوئی نہ ہو مطلب یہ کہ روزہ رکھ لیا تراویح پڑھیں لیکن نیت دکھلاوے کی ہے تو پھر اس مغفرت عظیمہ کا مصداق نہ ہوگا! حقیقت یہ ہے کہ مغفرت ان اعمال کا خاصہ ہے کسی چیز کا خاصہ پائے جانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ پائی جائے جو مانع خاصہ ہو۔ آگ کا خاصہ حرارت ہے اور پانی اس خاصہ کے لئے مانع ہے اگر آگ پر پانی ڈالیں گے تو خاصہ حرارت مفقود ہو جائے گا۔

سونے کا کشتہ، جواہر اور عنبر وغیرہ علیل معدہ کے لئے اپنے خواص ظاہر نہیں کرتے کیونکہ علالت معدہ مانع ہے! یہاں گناہ سے مراد صغائر ہیں گناہ کبیرہ کے لئے توبہ شرط ہے جو کہ دیگر نصوص سے مستثنی ہے بہرحال گناہ صغیرہ کی مغفرت بھی کوئی کم مغفرت نہیں کیونکہ یہی صغائر جمع ہو کر کبیرہ بن جاتے ہیں۔ شعر

لاتحقرن صغیرۃ ان الجبال من الحصی

چھوٹے گناہوں کو حقیر مت سمجھ کہ پہاڑ کنکریوں سے بنتے ہیں!

۲ - وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو شھر اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ واخرہ عتق من النار (الحدیث)

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ رمضان وہ ایک مہینہ ہے اس کا پہلا عشرہ رحمت ہے درمیانہ عشرہ مغفرت ہے اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے!

پہلے عشرہ میں رحمت خداوندی کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور دوسرا عشرہ مغفرت ہے کہ اس میں گناہ گاروں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور آخری عشرہ جہنم سے خلاصی کا ہے اس میں دوزخ کے مستحق آگ سے بچائے جاتے ہیں۔ اس کی مثال اسی طرح ہے کہ ایک کپڑا اگر معمولی سا میلا ہو تو ایک مرتبہ دھونے سے میل دور ہو جاتا ہے اور اگر میل زیادہ ہو تو پہلی مرتبہ پانی ڈالنے سے میل کچھ نرم ہو جاتا ہے اور اور دوسری مرتبہ پانی ڈالنے اور معمولی سا رگڑنے سے میل دور ہو جاتا ہے۔

اور اگر میل بہت زیادہ ہو اور سخت ہو تو اس کپڑے کو گرم پانی میں ڈالتے ہیں صابن لگاتے ہیں پھر کوٹتے ہیں اور اچھی طرح ملنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

پس جو لوگ نیکوکار ہوتے ہیں ان کے دل پہلے عشرہ میں ہی صاف و شفاف ہو جاتے ہیں اور جو نیکوکار نہ تھے گنہگار ہوتے ہیں ان کے دل دوسرے عشرہ میں رحمت و مغفرت سے تر و تازہ ہو جاتے ہیں اور جو قلوب کثرت بد اعمالیوں کی وجہ سے کوئلہ کی طرح جل گئے تھے اور زنگ آلودہ تھے تو ایسے لوگ بھی اگر سدھر جائیں توبہ و استغفار کریں رحمت کے طلب گار بن جائیں تو رمضان کے آخری ایام ان کے لئے بھی جہنم سے نجات پانے کا سبب ہیں بشرطیکہ بندہ توجہ اور طلب

ظاہر کرے۔

۳ - رمضان شفیع ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو ماہ رمضان اور قرآن قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کریں گے ماہ صیام عرض کرے گا اے اللہ میں نے فلاں شخص کو روزہ کی حالت میں اس کی مرغوبات سے روکا کھانے' پینے' بیوی کے نزدیک جانے سے باز رکھا۔ ایسے فرماں بردار کے حق میں میری شفاعت منظور فرما اور اسے بخش دے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ روزے کی یہ شفاعت اللہ کے دربار میں قبول ہوگی اور وہ آدمی بخشا جائے گا۔ (بیہقی)

۴ - حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینہ کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ اور اے برائی تلاش کرنے والے رک جا فرمایا کہ یہ پکار رمضان کی ہر رات کو ہوتی ہے۔

یقیناً ایسی صورت میں مومن بندے نیکیوں میں لگ جاتے ہیں اسی لئے دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو کہ گناہوں میں مگھن رہتے ہیں جونہی ماہ صیام آتا ہے توبہ کر لیتے ہیں۔ حرام خور حرام کو شراب نوش شراب کو چھوڑ دیتے ہیں اور نماز کی پابندی لاکھوں آدمی کرنے لگتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی ہی رات مساجد بھر جاتی ہیں لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف ہو جاتا ہے

ہزاروں مقرروں اور واعظوں سے اتنا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آتے ہی لوگوں میں تبدیلی آجاتی ہے اللہ کی طرف عبادت اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہو جاتے ہیں گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔

ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ جب شیاطین قید ہو جاتے ہیں تو بہت سے لوگ گناہوں میں کیوں مبتلا رہتے ہیں! بات دراصل یہ ہے کہ جس مرد و عورت کا رمضان میں بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہو تو سمجھیں . کہ اس میں ذرہ بھر بھی ایمان نہیں ہے اور اس کا نفس خود شیطان بن چکا ہے! جن لوگوں کو گناہوں کی عادت ہو جاتی ہے انہیں گناہوں کا چسکا پڑ جاتا ہے شیطان کے ترغیب دلانے کے بغیر بھی وہ گناہوں کی راہ پر چلتے ہیں یہ بات بہت خطرناک ہے گناہ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے مگر گناہ کا عادی بن جانا اور اس پر اصرار کرنا بہت ہی خطرناک ہے!

خلاصہ یہ کہ اس وقت اسے گناہ پر ابھارنے والا نفس ہوتا ہے شیطان کی طرح یہ بھی انسان کا دشمن ہے حدیث میں ہے کہ ان اعدیٰ عدوک نفسک اللتی بین جنبیک یہ تیرا نفس جو تیرے دونوں پہلوؤں میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے! (اعاذنا اللہ منہ)

جہنم کے دروازے بند ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی گناہ گار اور مستحق جہنم اس مہینہ میں مرجائے تو ختم رمضان تک تو کم از کم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

ماہ رمضان میں برزخ والوں کو فائدہ! قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے گناہ گار آدمی کے لئے قبر میں جہنم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور وہاں سے آگ کی لپٹیں اور بدبو اسے

پہنچتی رہتی ہے اور نیک آدمی کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جہاں سے اسے روح و ریحان اور خوشبوئیں پہنچتی رہتی ہیں۔

تو جب رمضان شروع ہو جاتا ہے تو گناہ گاروں کے لئے قبر میں جہنم کی کھڑکی بند کر دی جاتی ہے اور رمضان ختم ہونے تک عذاب سے انہیں چھٹی مل جاتی ہے اور نیک لوگوں کے لئے روح و ریحان اور جنت کی خوشبوئیں بڑھا دی جاتی ہیں اللھم اجعلنا ممن یبشر عند الموت بروح و ریحان و رب راض غیر غضبان (آمین)

۵ - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت کا آخری حصہ نقل کیا جاتا ہے جس میں روزہ اور رمضان دونوں کی فضیلت مذکور ہے یہ وہی خطبہ ہے جو حضور نے شعبان کی آخری تاریخ میں ارشاد فرمایا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے اس مہینہ میں کوئی نیکی کی جیسا کہ اس نے نبی ؑ دوسرے دنوں میں فرض ادا کیا (یعنی نفلی عبادت کا درجہ اس قدر ہو جاتا ہے کہ فرض کے برابر) اور جس نے فرض عبادت کو ادا کیا اتنا ثواب ہے جیسا کہ کسی نے دوسرے ایام میں ستر دفعہ فرضی عبادت ادا کی ہو (یعنی فرض عبادت کا ثواب ستر گنا ملتا ہے) یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے یہ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مومن کے رزق میں زیادتی ہوتی ہے، جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو یہ فعل اس کے گناہوں کی بخشش اور دوزخ کے عذاب سے نجات کا سبب بنے گا اور اس کو روزہ دار جیسا ثواب ملے گا لیکن دوسرے روزہ دار کے ثواب میں کمی نہ ہوگی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اے رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک کو اتنی طاقت کہاں کہ کسی کا روزہ افطار کرائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں یہ ثواب تو اس کو بھی ملے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو

سیر کر دیا اللہ اس کو قیامت میں میرے حوض سے پانی پلائیں گے جس کی وجہ سے جنت کے داخلے تک پیاس نہ ہوگی۔ (ماخوذ از مشکوۃ)

قارئین ذرا غور کریں کہ اس ماہ میں اللہ کی رحمت کتنی وسیع ہوتی ہے کہ ہر فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر نیز ارشاد فرمایا کہ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ جب ایک مسلمان روزہ رکھنے کی وجہ سے صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اس کے دل میں ان لوگوں کی ہمدردی آ جاتی ہے جو فاقوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ جب انسان خود مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر اسے عافیت کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید

نیز ارشاد فرمایا کہ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں سحری و افطاری کے وقت ہمیں دستر خوان پر وہ اشیاء نظر آتی ہیں جن کو پورا سال ہم نہیں دیکھتے یا وہ بیک وقت ہمارے دستر خوان پر جمع نہیں ہوتیں۔ اسی طرح اس حدیث مبارک میں روزہ دار کا روزہ افطار کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے اس لئے اس بات کی بھی ہمیں مکمل کوشش کرنی چاہئے تاکہ اس مہینہ میں ہمیں زیادہ سے زیادہ کمائی کرنے کا موقع ملے۔

۶ - شھر رمضان الذی انزل فیہ القران وہ عظیم کتاب جو کہ پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا متاع لے کر آئی ہے اور جس کے پڑھنے سے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اس کے نزول کے لئے اسی ماہ کو منتخب کیا گیا ہے۔

روزے دار کا مقام

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے

اس میں نہیں داخل ہوں گے مگر روزہ دار

تشریح ! روزہ میں جس تکلیف کا احساس سب سے زیادہ ہوتا ہے اور جو روزہ دا
کی سب سے بڑی قربانی ہے وہ اس کا پیاسا رہنا ہے اس لئے اس کو جو صلہ او
انعام دیا جائے اس میں سب سے زیادہ نمایاں اور غالب پہلو سیرابی کا ہونا چاہی
اسی مناسبت سے جنت میں روزہ داروں کے داخلہ کے لئے جو مخصوص درواز
مقرر کیا گیا ہے اس کی خاص صفت سیرابی و شادابی ہے ریان کے لغوی معنی ہی
"پورا پورا سیراب" یہ بھرپور سیرابی تو اس دروازہ کی صفت ہے جس سے روز
داروں کا داخلہ ہوگا۔ آگے جنت میں پہنچ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ کے انعامات روز
داروں پر ہوں گے ان کی کیا شان ہوگی۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا خلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک
روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔
روزہ رکھنے کی وجہ سے جب معدہ خالی ہوتا ہے اور وہاں سے تعفن اٹھتا
اس کا مقام اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ ہے روزہ دار کا مقام تو الل
کے ہاں بہت بلند ہے۔

روزے کا اجر و ثواب

نبی علیہ السلام نے فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور می
ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جو عاشق ہوگا وہی رکھے گا روزہ کا علم کس
دوسرے کو نہیں ہوتا اسی لئے اس میں ریا و نمود نہیں ہوتا جو روزے رکھتا ہے
اپنے مالک اور رب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا ہے۔ اللہ پیتا نہیں۔ کھا
نہیں، وہ غنی ہے صمد ہے۔ بے نیاز ہے کھانے پینے سے اس کا غلام بھی انہی

چیزوں کو اپناتا ہے تو اجر بھی اللہ تعالیٰ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے۔

دنیا میں اگر کوئی حاکم کسی کو کسی دوسرے کے ذریعے سے کوئی تمغہ دیتا ہے تو یہ اتنی عزت کی بات نہیں ہوتی جتنا کہ وہ خود براہ راست اسے تمغہ دے تو عزت ہوتی ہے۔

ایک اور قرات انا اُجزیٰ کی ہے جس کے معنی ہیں کہ میں خود اس کو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اس کی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط و آداب (جنہیں ہم آگے انشاء اللہ ذکر کریں گے) کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال و ملاقات سے سرفراز ہوگا جب تمام عالم کا بادشاہ و مالک اور محبوب حقیقی اپنا دیدار روزے کے بدلہ میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔

روزے دار کی دعا رد نہیں ہوتی

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی تیسرے مظلوم کی (ترمذی) ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان میں عرش اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو کئی روایات میں رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے جب یہ اللہ کا وعدہ ہے اور نبی علیہ السلام نے نقل کیا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

قارئین کرام مذکورہ احادیث سے آپ کو روزہ و رمضان اور روزہ دار کا مقام اور فضیلت اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ کتنی برکتیں اور فضیلتیں رمضان میں پروردگار عالم عطا کرتے ہیں۔ مگر یہ برکتیں اور فضیلتیں اس شخص کو ہیں جو حاصل کرنے کی سعی اور کوشش کرے۔

اس کے الطاف ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

بہر حال رمضان المبارک کا مہینہ بہت ہی خیر و برکت کا مہینہ ہے اور یہ مہینہ آخرت کی کمائی کا بہت بڑا سیزن ہے۔

دنیا کمانے کے جیسے مختلف مواقع آتے رہتے ہیں مثلاً عید پر درزی خوب پیسہ کما لیتے ہیں سردی میں گرم کپڑے والوں کی خوب کمائی ہوتی ہے اور جیسے بارش میں ٹیکسی والوں کی خوب چاندی بن جاتی ہے اسی طرح آخرت کی کمائی کے لئے بھی مواقع آتے رہتے ہیں۔ رمضان المبارک بھی نیکیاں کمانے کا ایک بڑا سیزن ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل بہت سے ہٹے کٹے تندرست وتوانا اور تنومند لوگ رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتے۔ ذرا سی بھوک و پیاس اور معمولی سی سگریٹ پان تمباکو اور نسوار حقہ وغیرہ کی طلب پوری کرنے کی وجہ سے روزہ ترک کر دیتے ہیں اور سخت گناہ گار ہوتے ہیں۔

یہ زبردست بزدلی اور بے ہمتی بلکہ بے وفائی ہے کہ جس نے جان دی اعضاء دیئے انسانیت کا شرف بخشا اس کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا نہیں جب پوچھا جائے کہ روزہ نہیں رکھتے تو مختلف قسم کے بہانے بناتے ہیں۔ کئی ایسے بدبخت بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کہتے ہیں ہم روزہ اس لئے نہیں رکھتے کہ ویکنس (کمزوری) ہو جاتی ہے ذرا عقل کے ناخن لو اگر وہی اللہ جس نے تمہیں سب کچھ دیا کسی مرض میں مبتلا کر دے تو پھر کیا ویکنس نہیں ہوگی؟

یاد رکھئے رمضان کے روزے رکھنا ان پانچ ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے اس نے اسلام کا ایک رکن گرا دیا اور سخت مجرم ہوا۔

فی زمانہ تو اسلام کے سارے ارکان کو گرایا جا رہا ہے بلکہ دین حق سے رابطہ ہی منقطع کیا جا رہا ہے۔ اسی لئے آج مسلمانوں کی حالت بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے آخرت کا فکر ختم ہو گیا ہے بلکہ یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ موت کو ہی بھول گئے ہیں اور سرے سے موت کا یقین ہی ختم کر چکے ہیں۔

وہ حق کے ساتھ رابطۂ دل نہیں رہا
مسلمان اس لقب ہی کے قابل نہیں رہا
وہ آنکھ اب نہیں ہے وہ اب دل نہیں رہا
مسلمان منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا
کوئی گناہ ہو کرنے میں کچھ باک ہی نہیں
جو خوف حق تھا بیچ میں حائل نہیں رہا
بے فکر آخرت سے کچھ ایسا ہوا ہے مسلماں
جیسے کہ موت ہی کا مسلماں قائل نہیں رہا

الحاصل رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنا انتہائی غلطی ہے۔

عمر بھر کے روزے رمضان کے ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص (قصداً) بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کے روزہ کو افطار کر دے غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر رکھے اس کا بدل نہیں ہو سکتا یعنی وہ برکت اور فضیلت ہاتھ نہیں آ سکتی جو کہ رمضان میں تھی۔

ہر مسلمان یہ کوشش کرے کہ رمضان کا روزہ بلا شرعی عذر کے نہ چھوٹنے پائے اور رمضان المبارک میں سب کچھ تج کر برکات رمضان کو حاصل کرے اور گناہوں کو معاف کروائے اگر گناہ نہ معاف کروائے گا تو حضرت جبرائیل علیہ

السلام کی بد دعا کا مصداق بنے گا۔

اسباب ہلاکت:

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ قریب ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین! جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین! جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین! جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے۔ جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین! پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین! جب تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین!۔

اس حدیث مبارکہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین بد دعائیں دی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں پر آمین فرمائی۔ پہلے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بد دعائیں کیا کم تھیں اور پھر نبی علیہ السلام کی آمین تو جتنی سخت بد دعا بنا دی وہ ظاہر ہے (اللہ تعالیٰ ہمیں ان بد دعاؤں سے محفوظ رکھیں)۔

اول اس شخص کے لئے بد دعا کی جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت

اور گناہوں میں گذر جائے کہ رمضان میں مغفرت اور اللہ جل شانہ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے۔ اس شخص پر رمضان کا مہینہ گزر جائے لیکن وہ اپنی بد اعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کے لئے اور کون سا وقت ہوگا اور اس کی ہلاکت میں بھی کیا تامل ہے۔

روح روزہ

یعنی وہ چیز جس کے بغیر روزہ بے روح لاش رہ جاتا ہے۔ انسان کی صورت اچھی ہو بڑی شان و شوکت اور حسن و جمال والا ہو مگر جب روح اس میں نہ ہو تو مسلمان اسے دفن کرتے اور ہندو اسے جلا دیتے ہیں جب روح نہیں تو انسان بیکار ہے اگر اسے رکھیں گے تو تعفن اور بدبو پھیلے گی اسی طرح یاد رکھیں کہ اعمال کی بھی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک روح

روزہ کی صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ہم بستری سے رکے رہنا اور اس کی روح ہے تقویٰ اور تقویٰ نام ہے ہر بڑے اور چھوٹے گناہ کو چھوڑ دینے کا اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کرنا تقویٰ ہے

خل الذنوب صغیرھا وکبیرھا فھو التقی

واصنع کماش فوق ار ض الشوک یحذر ما یری

گناہ چھوڑ دینا چاہے چھوٹا ہو یا بڑا بس یہی تقویٰ ہے۔

ایسی زندگی گزار جس طرح کوئی شخص خاردار زمین پر چلتے ہوئے ہر چیز سے خطرہ محسوس کرتا ہے۔

ہر قسم کے گناہ اور لغویات چھوڑنے سے روح روزہ حاصل ہوگی۔ اسی طرح تمام نیکیوں کی طرف رغبت کرنے سے روح روزہ حاصل ہوگی۔ چغلی نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، گالی نہ دے، قرآن عزیز کی تلاوت کرے باجماعت نماز ادا کرے وغیرہ۔

ہمارے ہاں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ روزہ رکھ لیتے ہیں مگر روح روزہ کو حاصل نہیں کرتے روزہ رکھ کر وڈیو گیم، بلیرڈ، کیرم بورڈ، تاش، لڈو کھیلنے میں مصروف رہتے ہیں اسی طرح وی سی آر دیکھتے ہیں ریڈیو سنتے ہیں۔ جب سوال کیا جائے کہ ایسا کیوں کرتے ہو تو جواب دیتے ہیں کہ وقت گزار رہے ہیں۔ روزہ نبھا رہے ہیں۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ چلو یار بازار جاتے ہیں وقت گزر جائے گا وہاں ہوتا کیا ہے یہی کہ بازار میں جاکر بد نظری کرتے ہیں غیر محرم عورتوں کو دیکھتے ہیں جو سخت گناہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے نزدیک مغوض ترین جگہ بازار ہے اور محبوب ترین جگہ مسجد ہے۔ تو یہ اپنا وقت گزارنے کے لئے بجائے محبوب ترین جگہ جانے کے مغوض ترین جگہ پر جاتے ہیں۔

بعض لوگ سارا دن ڈائجسٹ، ناول، کہانیاں، لطیفے، غلط اور غیر اسلامی لٹریچر پڑھنے میں صرف کر دیتے ہیں۔

قارئین یہ تمام چیزیں روزہ کی روح کو مفقود کر دیتی ہیں جب انسان روزہ رکھ کر گناہ والی باتوں چغلی غیبت وغیرہ اور اسی طرح تمام لغویات و فضولیات کو نہ چھوڑے گا تو اسے روزہ رکھنے کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا۔

ایسے ہی روزہ کے متعلق حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ ریا کاری مکاری بغض حسد غیبت اور سب وشتم اور ہر قسم کی بد اخلاقی و روحانی گندگی سے اپنے آپ کو توبہ کرکے مصفا نہیں کرتا تو مجھے اس کے روزہ کی کوئی پرواہ نہیں اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ خواہ مخواہ بھوکا پیاسا رہا اور مجھ سے عہد کرنے کے بعد ایفائے عہد کی کوشش نہیں کی۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا جو کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے منقول ہے کہ رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ میں سوائے بھوکا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ثمرات رحمت و مغفرت والا روزہ وہی ہوتا ہے جس میں اسکی روح یعنی تقویٰ پیدا کیا جائے اور تمام قبائح سے اجتناب کیا جائے۔

روزے کا مقصد بہت بلند ہے حقیقی معنوں میں روزہ دار بننا آسان کام نہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو روزہ کا حقیقی مقصد سمجھ کر روزہ کے آداب کو پورا کرتے ہیں سال بھر کے گناہوں اور بد اخلاقیوں سے مصفیٰ ہو کر متقی اور پرہیزگار بنتے ہیں اور اس کا نصب العین اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

اگر خدانخواستہ آپ محض کھانے پینے سے منہ باندھ کر اور بھوکے پیاسے رہ کر فرض کی گٹھڑی اپنے سر سے اتار کر پھینکتے ہیں تو حقیقت میں اپنے نفس کو دھوکہ دے رہے ہیں اور مغز کو چھوڑ کر صرف چھلکے پر قناعت کیے ہوئے ہیں اور اپنی بے بصیرتی اور فہم و عمل کی پستی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ الغرض روزہ کو اس کے پورے حقوق کے ساتھ ادا کرنا چاہئے غفلت سے کام نہیں لینا چاہئے۔

مسلمانو اٹھو بہر عمل تیار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہو جاؤ

روزہ مقرر ہونے کی وجوہ

فطرت کا یہ تقاضہ ہے کہ انسان عقل کو اس کے نفس پر غلبہ اور تسلط دائمی حاصل رہے مگر بتقاضائے بشریت کبھی اس کا نفس اس کی عقل پر غالب آتا ہے تو نفس کو گناہوں سے پاک کرنے اور نیک باتوں سے ترقی دینے کے لئے اسلام نے روزہ کو اصول میں سے ٹھرایا دیا۔

○ روزہ سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا پورا تسلط اور غلبہ حاصل ہو جاتا

ہے کیونکہ نفس کی ساری بدیوں کا سبب کھانے پینے سے جنسی خواہشات کا بھڑکنا ہے تو روزہ سے ان میں کمی واقع ہوتی ہے اور نفس مغلوب ہو جاتا ہے جب نفس مغلوب ہوتا ہے تو عقل غالب ہو جاتی ہے۔

○ روزہ سے خوف خدا اور تقویٰ کی صفت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لعلکم تتقون یعنی روزہ اس لئے فرض ہوا کہ تم متقی بن جاؤ۔ تقویٰ کی تعریف ہم گزشتہ اوراق میں کر چکے ہیں کہ گناہوں کو چھوڑنا اور گناہ چھوٹتے ہیں اللہ کے خوف سے۔

○ روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی و مسکنت اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کی قدرت پر نظر پڑتی ہے۔

○ روزہ سے چشم بصیرت کھلتی ہے۔

○ دور اندیشی کا خیال ترقی کرتا ہے۔

○ ملائکہ الٰہی سے قرب حاصل ہوتا ہے۔

○ خدا تعالیٰ کی شکر گذاری کا موقع ملتا ہے۔

○ انسانی ہمدردی کا دل میں ابھار پیدا ہوتا ہے۔

ان سب کی تفصیل یہ ہے کہ جس نے بھوک اور پیاس محسوس ہی نہ کی ہو وہ بھوکوں اور پیاسوں کے حال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ حقیقی طور پر کب ادا کر سکتا ہے اگرچہ زبان سے شکریہ ادا کرے مگر جب تک اس کے معدہ میں بھوک اور پیاس کا اثر اور اس کی رگوں اور پٹھوں میں ضعف ناتوانی کا احساس نہ ہو وہ نعمت ہائے الٰہی کا کماحقہ شکر گزار نہیں بن سکتا کیونکہ جب کسی کی کوئی محبوب و مرغوب اور پسندیدہ چیز کچھ زمانہ گم ہو جائے تو اس کے فراق سے اس کے دل کو اس چیز کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

○ روزہ سے جسم اور روح کی صحت ہوتی ہے چنانچہ حکماء نے کم کھانے پینے کو جسم کی صحت کے لئے مفید اور صوفیاء نے روح کی صحت کے لئے مفید لکھا ہے۔

○ روزہ انسان کے لئے ایک روحانی غذا ہے جو آئندہ جہاں میں انسان کو ایک غذا کا کام دے گا۔ جنہوں نے اس غذا کو ساتھ نہیں لیا وہ اس جہاں میں بھوکے پیاسے ہوں گے اور ان پر اس جہاں میں روحانی افلاس ظاہر ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنی غذا کو ساتھ نہیں لیا اور یہ بات ماننے کے لائق ہے۔ جب کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء خداوند تعالیٰ ہی کے خزانہ رحمت سے انسان کو ملتی ہیں تو جن اشیاء کو وہ یہاں چھوڑتا ہے ان کا عوض وہاں اللہ تعالیٰ ضرور دے گا جو بہت ہی بہتر اور افضل ہوگا۔

○ روزہ محبت الٰہی کا ایک بڑا نشان ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور بیوی کے تعلقات بھی اسکو بھول جاتے ہیں ایسے ہی روزہ دار خدا کی محبت میں سرشار ہو کر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے۔

اقسام روزہ

روزہ کی پانچ اقسام ہیں۔

۱۔ فرض: رمضان شریف کے روزے فرض ہیں اور ان کی قضاء بھی فرض ہے۔

۲۔ واجب نذر معین کے روزے واجب ہیں یعنی کسی نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو جمعہ اور ہفتہ کے دن کا روزہ رکھوں گا تو یہ روزے رکھنا

واجب ہیں- نذر غیر معین یعنی اگر کسی نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو
دو روزے رکھوں گا ایام کا تعین نہیں کرتا تو یہ دو روزے بھی رکھنے واجب ہیں-

اور اسی طرح ہر قسم کے کفارے کے روزے رکھنا بھی واجب ہیں- مثلاً قسم
کے کفارے کے روزے رکھنا اور اپڑھ سے ظہار وغیرہ کے۔

۳- سنت ۹ - ۱۰ محرم ۱۵ شعبان' ۹ ذی الحجہ کے روزے رکھنا سنت ہیں اسی
طرح ایام بیض یعنی ہر ماہ میں چاند کی ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ تاریخ کو روزے رکھنا سنت
ہیں-

۴- مستحب شوال کے چھ روزے (جن کے فضائل ہم آگے بیان کریں
گے)- شروع ذی الحجہ کے نو روزے ہر جمعرات اور ہر پیر کا روزہ یہ روزے مستحب
ہیں-

۵- حرام عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا' عیدالاضحیٰ کے دن اسی طرح ۱۱' ۱۲' ۱۳
ذی الحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے- حیض و نفاس کے زمانہ میں عورت کے لئے
روزہ رکھنا جائز نہیں ہے-

سحری سحری کھانا سنت ہے اگر کھانے کی حاجت نہ ہو تو بھی کوئی چیز تھوڑی
سی کھا پی لے تو بھی ثواب مل جائے گا- بہرحال سحری ضرور کرنی چاہئے اس میں
بڑا ثواب ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ فان اللہ وملئکتہ یصلون علی المتسحرین (مسند احمد) سحری
کھانے والوں پر اللہ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعا خیر کرتے ہیں-
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے-
سحری میں برکت کا ایک ظاہری اور عمومی پہلو تو یہ ہے کہ اس کی وجہ سے

روزہ دار کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور روزہ رکھنا زیادہ کمزوری کا باعث اور زیادہ
مشکل نہیں ہوتا-

اور دوسرا ایمانی و دینی پہلو یہ ہے کہ اگر سحری کھانے کا رواج نہ رہے یا
امت کے اکابر اور خواص سحری نہ کھائیں تو اس بات کا خطرہ ہے کہ عوام اس کو
شریعت کا حکم یا کم از کم اولیٰ و افضل سمجھنے لگیں اور اس طرح شریعت کی مقررہ
حدود میں فرق پڑ جائے پہلی امتوں میں اسی طرح تحریفات ہوئی ہیں-
لہذا سحری کی یہ برکت اور اس کا ایک بڑا دینی فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ اس
قسم کی تحریفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور اسی لئے وہ اللہ کو محبوب اور اس کی
رضا و رحمت کا باعث ہے-

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق کرنے والی
چیز سحری ہے- (مسلم) مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کے ہاں روزوں کے لئے سحری
نہیں ہے اور ہمارے ہاں سحری کھانے کا حکم ہے اس لئے فرق اور امتیاز کو عملاً
بھی قائم رکھنا چاہئے اور اللہ کی اس نعمت کا کہ اس نے ہم کو یہ سہولت بخشی شکر
ادا کرنا چاہئے-
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو
اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے- (مسند احمد)

آداب سحری

- روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا سنت ہے-
- شب میں جس وقت بھی سحری کھا لی جائے سحری کی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر رات کے آخری حصہ میں کھانا افضل ہے-

○ سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی نہ ہو کہ صبح صادق ہو جائے اور روزہ ہی جاتا رہے۔

○ سحری سے فارغ ہو کر دل ہی دل میں روزہ کی نیت کرلینا کافی ہے۔

○ لیکن اگر زبان سے بھی یہ دعا پڑھ لے تو بہتر ہے۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ۔

○ اگر آنکھ نہ کھلے صبح چڑھ جائے تو روزہ ضرور رکھیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر سحری نہ کھائی جائے تو روزہ نہیں ہوتا یہ بلکل غلط ہے۔

اسی طرح بعض لوگ سحری کھا کر سو جاتے ہیں اور فجر کی نماز قضاء ہو جاتی یا سحری کھا کر گھر پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں اور باجماعت نماز کے ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ایسا کرنا بھی انتہائی گناہ ہے۔

افطاری :

○ روزہ چھوہارے یا کھجور سے افطار کرنا افضل ہے یا کسی اور میٹھی چیز سے یا وقت کے تقاضے کے مطابق اور طبیعت کے موافق جو چیز میسر ہو مقصد یہ ہے کہ کوئی خاص چیز ضروری نہیں جیسے بعض لوگ نمک وغیرہ کو افطار کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

○ افطار کے اندر تعجیل یعنی جلدی کرنی چاہئے جونہی آفتاب غروب ہو روزہ افطار کرلینا چاہئے تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے۔ (یعنی غروب آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے)۔ (ترمذی)

اسی طرح حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے وہ اچھے حال میں رہیں گے۔ (بخاری)

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب تک سحری میں تاخیر کرتے رہیں گے۔ (مسند احمد)

خلاصہ یہ ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کرنی چاہئے ہاں اگر بادل وغیرہ ہوں اور کوئی یقین کی صورت نہ ہو تو پھر کچھ دیر کرلینا چاہئے۔

افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنے کی حکمت

ہر عمل کو اپنے اپنے مناسب وقت اور موقع پر ادا کرنا اعتدال ہے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کا شروع اور آخری وقت بیان نہ فرماتے تو وہ لوگ جن کے دل میں دین کی لگن زیادہ ہوتی عشاء تک روزہ افطار نہ کرتے اور سحری دیر سے کھانے کی بجائے بہت پہلے کھا لیتے تو پھر ان کی پیروی کرنے سے عام بندوں کو تکلیف پہنچتی۔

افطاری کے وقت کی فضیلت

افطاری کے وقت پروردگار عالم کئی ایسے آدمیوں کی مغفرت فرماتے ہیں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوتی ہے اسی طرح حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کی افطار کے وقت اللہ پاک دعا رد نہیں فرماتے' بہت سی روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے' جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض کے لئے دعا

کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ دعا کے قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اسکو ضرور ملتی ہے۔ یا خود وہی چیز مل جاتی ہے یا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس سے کوئی مصیبت دور کر دیتے ہیں' یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ کر دی جاتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو تو نے فلاں دعا مانگی تھی کہ فلاں تکلیف ہٹا دی جائے میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا اور فلاں غم کے دفع ہونے کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر تجھے معلوم نہیں ہوا تھا' میں نے اس کے بدلے میں تیرے لئے یہ اجر و ثواب متعین کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کو ہر ہر دعا یاد کروائیں گے اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اجر و ثواب کا متعین کرنا بھی بتائیں گے۔ تو بندہ وہ اجر و ثواب جو آخرت میں اس کے لئے رکھا گیا تھا دیکھ کر اس بات کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی دعا قبول نہ ہوتی بلکہ اس کا اجر و ثواب اسے یہاں آخرت میں ملتا۔

الغرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارہ کی بات ہے اور ظاہر میں اگر قبول ہونے کے آثار نہ دیکھیں تو بد دل نہ ہونا چاہئے ایک تو قبولیت کی یہ صورتیں ہیں جو ابھی میں نے تحریر کیں اس کے بعد یہ بات بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ ان تینوں درجات

میں سے کوئی ایک درجہ حاصل ہونے یعنی دعا کے قبول ہونے کی کچھ شرائط بھی ہیں بعض دفعہ شرائط نہ ہونے کی وجہ سے دعا رد بھی کر دی جاتی ہے۔

دعاء کی قبولت کی شرائط

منجملہ تمام شرائط کے بڑی شرط یہ ہے کہ غذا حرام کی نہ ہو یعنی دعا کرنے والا حرام نہ کھاتا ہو کیونکہ حرام سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ کھینچ کر دعا کرتے ہیں اور یارب یارب کہتے ہیں مگر کھانا حرام' پینا حرام' لباس حرام ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں ایک جماعت نیک لوگوں کی تھی جو مستجاب الدعا تھے یعنی ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا اور ظلم کرتا تو یہ لوگ اس کے لئے دُعا کرتے تو وہ ہلاک ہوجاتا۔ حجاج بن یوسف بادشاہ کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا گیا اور جب کھانے سے فارغ ہوچکے تو حجاج نے کہا کہ میں ان لوگوں کی دعا سے محفوظ ہوگیا کیونکہ میں نے دعوت میں حرام پکایا تھا اور حرام ان کے پیٹ میں چلا گیا۔

قارئین ذرا ہمارے زمانہ کی حلال روزی پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے جہاں ہر وقت سود تک کے جواز کی کوشش کی جا رہی اور ہمارا بینک نظام اور دوسرے نظام جن میں سود رائج ہوچکا ہے اور ملازمین رشوت کو اور تاجر دھوکہ دینے کو بہتر سمجھتے ہیں تو پھر دعائیں کس طرح قبول ہوں اللہ پاک ہمیں حلال کمانے حلال کھانے حلال پینے حلال پہننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح دعا کے قبول ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ دعا پوری توجہ اور دھیان سے کی جائے یہ نہ ہو کہ دعا مانگ

رہا ہے زبان پر تو الفاظ جاری ہیں مگر سوچ کہیں اور گئی ہوئی ہے اور ہاتھ سے بار بار کھجلا رہا ہے اور آنکھوں سے کسی کو اشارے کر رہا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اللہ غافل دل سے دعا قبول نہیں کرتے ۔

ہماری غفلت افطار کا وقت بہت قیمتی ہے اس وقت خدا سے اپنے گناہوں کی معافی کثرت سے مانگنی چاہئے۔ اکثر لوگ یہ وقت فضول باتوں میں گزار دیتے ہیں یا افطاری کی چیزیں سامنے رکھ کر فضول گپیں ہانکنے میں لگ جاتے ہیں نہ دعا نہ استغفار' اس وقت کا بہت خیال رکھنا چاہئے یہ خاص رحمت کا وقت ہوتا ہے۔

افطاری کے وقت غربا اور مساکین کا بھی خیال رکھنا چاہئے ان کا روزہ بھی افطار کروانا چاہئے (جس کی فضیلت میں پہلے تحریر کرچکا ہوں) آج کل تو اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو بہت کچھ دے رکھا ہے اس میں سے کچھ حصہ غربا کے لئے بھی نکالیں یہ نہیں کہ صرف اپنے آپ پہ ہی خرچ کریں۔

دعوت افطار میں بے احتیاطی

بڑی بڑی افطار پارٹیوں میں خصوصا اور ،ی ہو فردا فردا بھی یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ افطاری کے وقت کھانے پینے میں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ حی علی الصلواۃ وحی علی الفلاح کی آوز سننے کے بعد اسے عملی جامہ نہیں پہناتے افطار پارٹیوں میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ کھانے پینے میں ہی سارا وقت صرف کر دیتے ہیں نماز باجماعت کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ اکثر تو قضاء کرکے پڑھتے ہیں اگر کہا جائے کہ بھائی دیکھو نماز کھڑی۔ہے تو بڑی بے باکی سے جواب دیتے ہیں۔ اول طعام بعد کلام۔

یاد رکھئے جس طرح سارا دن اللہ پاک بندے کا یہ امتحان لیتا ہے کہ یہ میرے حکم کو مانتے ہوئے کھانے پینے اور دوسرے گناہوں سے بچتا ہے یا کہ نہیں

اسی طرح افطاری کے وقت جب مسجد سے آذان کی آواز آتی ہے تو اللہ پاک دیکھتے ہیں کہ اب میرا بندہ کھانے پینے پر ہی لگا رہتا ہے یا کہ میرے حکم کو مانتے ہوئے مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کرتا ہے اس وقت بھی مسلمان کو اس امتحان میں کامیاب ہونا چاہئے افطاری ہلکی پھلکی چیز سے کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ مسجد میں ہی افطاری کرے اور نماز پڑھ کر تسلی و آرام سے کھانا کھائے۔

روزہ افطار کرنے کی دعا

حدیث میں آیا ہے کہ روزہ یہ کلمات کہہ کر کھولنا چاہئے۔ اللھم انی لک صمت و بک امنت و علیک توکلت و علی رزقک افطرت ط اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ ہی پر میرا ایمان اور تجھ پر ہی میں بھروسہ کرتا ہوں اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے روزہ افطار کرتا ہوں۔

مسائل روزہ

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

① جان بوجھ کر کچھ کھا پی لینا۔
② فطری یا غیر فطری طور پر تعلقات خصوصی کا ارتکاب کرنا۔
③ حقہ' سگریٹ' نسوار وغیرہ کا جان بوجھ کر استعمال کرنا۔
④ اگر مرد عورت میں سے ایک عاقل اور ایک مجنون ہو تو ان کا آپس میں ہم بستری کرنے سے عاقل پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہیں۔
⑤ اگر روزہ کی نیت کرلی ہو پھر سفر پر جانے کا ارادہ کرلیا اور سفر پر نکلنے سے پہلے گھر پر ہی روزہ توڑ دیا تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ اور اگر

سفر شروع کرلیا اپنی بستی یا شہر سے باہر نکلنے کے بعد سفر کی تکلیف کی وجہ سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ نہ ہوگا صرف قضاء ہوگی۔

⑥ کفارہ صرف رمضان کے روزے کا واجب ہوتا ہے اور کسی روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ وہ روزہ قضاء رمضان ہی کا کیوں نہ ہو۔

روزے کا کفارہ

روزے کے کفارے کی **ایک صورت** غلام آزاد کرنے کی ہے یہ تو آج کل نادر ہے۔ **دوسری صورت** یہ ہے کہ ساٹھ روزے رکھے یہ ساٹھ روزے مسلسل رکھنے ہوں گے درمیان میں ناغہ نہ کرے اگر ایک دن بھی ناغہ ہوگیا تو پھر از سر نو رکھنا پڑیں گے چاہے انسٹھ روزے مسلسل رکھنے کے بعد ایک ناغہ کرلیا ہو۔

یہ ساٹھ دن ایسے منتخب کرنے چاہیں کہ جن میں رمضان شریف، عید الفطر، بقرہ عید اور ایام تشریق نہ ہوں۔

اگر کوئی عورت کفارے کے روزے رکھ رہی ہو تو اسے حیض (ماہواری) آ جائے یا بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نفاس (وہ خون جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے) آجائے تو کوئی حرج نہیں اس کا تسلسل باقی شمار کیا جائے گا۔ (یاد رہے کہ عورت کو حیض و نفاس کے دونوں میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے) **تیسری صورت** اگر کمزوری یا بیماری کی وجہ سے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلائے یا صدقہ فطر کے مطابق) (صدقہ فطر کی مقدار ہم آگے صدقہ فطر کے باب میں بیان کریں گے) ساٹھ آدمیوں کو غلہ یا نقد دے دے جن ساٹھ آدمیوں کو صبح کھانا کھلایا ہو انھیں کو شام کو بھی کھلانا چاہیے۔ اگر کھانا کھانے والے بدل گئے تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

ایک مسکین کو اگر دو وقت ساٹھ دن تک کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک مسلسل نقد دیتا رہا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز کا غلہ یا نقد روپے ایک ہی دن دے دیئے تو پورا کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ وہ ایک دن کا شمار ہوگا۔

روزہ توڑ دینے والی وہ چیزیں جن سے صرف قضاء واجب ہوتی ہے

۱- کان میں تیل ڈالنا، ۲- لوہا، کنکری، لکڑی وغیرہ نگل جانا، ۳- کلی یا غسل کرتے وقت پانی کا منہ یا ناک کے راستہ حلق میں پہنچ جانا، ۴- کان یا ناک میں لیکوڈ (مائع) دوا ڈالنا، ۵- جان بوجھ کر منہ بھر کے قے کرنا، ۶- بیوی کو چھیڑنے اور چھونے یعنی لذت کے ساتھ ہاتھ وغیرہ لگانے سے منی کا خارج ہو جانا، ۷- اگر بتی یا عود کی لکڑی (جو کہ خوشبو کے لئے جلائی جاتی ہے) کے دھواں کو جان بوجھ کر منہ یا ناک کے راستہ سے حلق میں اتار لیا جائے، ۸- بھول کر کچھ کھاپی لیا ہو پھر یہ سمجھ کر کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے جان بوجھ کھا پی لینا، ۹- رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کچھ کھا پی لینا، ۱۰- بادل وغیرہ کی وجہ سے روزہ افطار کرلیا ہو بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دن باقی ہے، ۱۱- اگر روزہ دار عورت سے زبردستی ہم بستری کی جائے تو اس عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا اس پر صرف قضاء واجب ہوگی، اور اس عورت کے ساتھ ہم بستری کرنے والے مرد کا روزہ ٹوٹ جائے گا قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے، ۱۲- یا عورت سوئی ہوئی تھی تو اس کی بے خبری میں اس کے ساتھ ہم بستری کر دی گئی تو بھی اس عورت پر صرف قضاء واجب ہوگی اور اس مرد پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے، ۱۳- یا

عورت کے پاگل پن ہونے کی حالت میں اس کے ساتھ ہم بستری کی گئی تو اس عورت پر کفارہ واجب نہ ہوگا'   ۱۴- اگر جان بوجھ کر قے کی تو وہ قے منہ بھر کر آئی یا اس سے زیادہ تھی تو اس صورت میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا صرف قضاء واجب ہوگی'   ۱۵- اسی طرح اگر سحری کے وقت منہ میں کوئی چیز مثلاً پان' ٹافی' نسوار یا کوئی اور کھانے کی چیز رکھ کر سوگیا آنکھ کھلی تو صبح صادق ہوچکی تھی تو روزہ ٹوٹ جائے گا صرف قضاء واجب ہوگی'   ۱۶- اگر دوران روزہ عورت کو ماہواری آ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضاء واجب ہوتی ہے (عورت کو ماہواری اور نفاس یعنی بچہ کے بعد جو خون آتا ہے ان حالات میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے'   ۱۷- اگر کوئی روزہ کی حالت میں بیمار ہو جائے اور دوائی استعمال کرنے کے لئے یا ویسے بیماری کی وجہ سے روزہ کی تکلیف نہ برداشت کرسکے تو روزہ توڑ دینے سے کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں صرف قضاء کرنا واجب ہے'   ۱۸- دانتوں کا خلال کیا اور دانتوں میں کوئی چیز اٹکی ہوئی تھی جو ایک چنے کے برابر تھی حلق سے اپنے آپ اتر گئی' دانتوں میں خون آیا جو کہ تھوک پر غالب تھا اسے اندر نگل لیا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا صرف قضاء واجب ہوگی۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے

۱- بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا'   ۲- نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا ہاں اگر سخت ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں'   ۳- باوجود غسل فرض ہونے کے تمام دن ناپاک رہنا'   ۴- کسی مریض کے لئے خون یا فصد کھلوانا'   ۵ غیبت' جھوٹ' چغلخوری' طعن و تشنیع کرنا'   ۶- گالی گلوچ کرنا آپس میں لڑنا جھگڑنا'   ۷- جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹا مقدمہ لڑنا اور اس طرح کے

تمام گناہوں کا ارتکاب کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے'   ۸- جان بوجھ کر منہ بھر سے کم قے کرنا'   ۹- کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا' منجن یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ استعمال کرنا'   ۱۰- افطاری میں زیادہ دیر کرنا'   ۱۱- منہ میں پانی ڈال کر غرارے کرنا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے

۱- بھول کر کچھ کھا پی لینا چاہے پیٹ بھر کر ہی کیوں نہ کھا لیا ہو۔

۲- آنکھوں میں سرمہ یا کاجل وغیرہ لگانا۔

۳- مسواک کرنا چاہے سوکھی ہو یا تر' کڑوی ہو یا میٹھی۔

۴- خوشبو سونگھنا۔

۵- تھوک وغیرہ نگل جانا۔

۶- خود بخود قے ہو جانا چاہے زیادہ ہو یا تھوڑی اسی طرح اگر خود بخود قے آئی اور خود بخود اندر چلی گئی۔

۷- ٹیکہ و انجکشن لگوانا۔

۸- سر میں تیل لگانا یا بدن پر ملنا۔

۹- آنکھوں میں دوا لگانا۔

۱۰- گرمی و پیاس کی وجہ سے غسل کرنا چاہے دن میں کئی مرتبہ کرے۔

۱۱- بغیر ارادہ کے خود بخود گرد و غبار' مکھی' یا دھویں کا حلق میں چلے جانا۔

۱۲- کان میں پانی پہنچ جانا ارادتاً ہو یا بغیر ارادہ کے۔

۱۳- سونے کی حالت میں احتلام ہو جانا۔

۱۴- دانتوں سے خون نکلنا بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جانے پائے اسی طرح نکسیر آ جائے یا بلا ماہواری کے عورت کو خون آ جائے یا حالت حمل میں

خون آ جائے۔

۱۵ - اگر احتلام یا ہم بستری کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا تھا مگر صبح صادق کے بعد غسل کیا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ کھولنے کی اجازت ہے

۱ - حاملہ عورت اگر اس کی حالت خراب ہونے لگے۔

۲ - دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو۔

۳ - کسی شخص پر ایسے مرض کا حملہ ہو جائے کہ بغیر روزہ کھولے جان کا بچنا مشکل ہو جائے۔

۴ - مسافر کی حالت بگڑنے لگے تو وہ روزہ افطار کر سکتا ہے۔

۵ - اگر کسی مقیم شخص کی حالت بگڑنے لگے تو اسے کسی مسلمان ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کے بعد روزہ کھولنا چاہئے۔ اگر دیندار طبیب جان کا خطرہ بتلائے تو روزہ توڑ دے۔

۶ - اگر کسی کو قتل کی دھمکی دی جائے یعنی کوئی شخص کہے کہ روزہ توڑ دو ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا تو روزہ توڑ دے ان تمام صورتوں میں بعد میں قضاء کرنا ہو گی۔

رمضان میں جنہیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

۱ - مسافر شرعی مسافر جو کم از کم ۴۸ میل کی نیت کر کے گھر سے نکلا ہو بستی سے یا شہر سے نکلتے ہی مسافر شمار ہو جاتا ہے۔

آج کل چونکہ کلومیٹر کا حساب چلتا ہے تو ۴۸ میل تقریباً ۷۷ کلومیٹر بنتے

ہیں۔ تو آج کل ۷۷ کلومیٹر کا ارادہ کر کے چلے گا وہ مسافر شمار ہو گا ورنہ نہیں۔ دوسرا یہ کہ جہاں جا رہا ہے وہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ ہو۔ اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو یہ مسافر نہیں ہو گا۔

یہ ۷۷ کلومیٹر یا اس سے زیادہ کا سفر چاہے پیدل کرے خواہ موٹر کار سے خواہ ہوائی جہاز سے اگرچہ سفر میں تکلیف نہ ہو یہ مسافر شمار ہو گا اور نمازوں کے اندر قصر یعنی چار رکعتوں والی نماز کو دو رکعت کر کے پڑھے گا اور اس کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے بعد میں قضاء کر لے۔ ۴۸ میل اور ۷۷ کلومیٹر سے کم سفر میں روزہ چھوڑنا درست نہیں۔

۲ - مریض اگر بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو یا مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ رمضان شریف کے روزے رمضان میں نہ رکھے اس کے بعد جب تندرست ہو جائے تو قضاء رکھ لے۔

قابل غور باتیں

پہلی بات - یہ کہ آج کل اکثر لوگ معمولی معمولی مرض میں روزہ چھوڑ دیتے ہیں گو اس مرض کے لئے روزہ مضر بھی نہ ہو دوسرا یہ کہ فاسق اور بے دین ڈاکٹروں کے قول کا اعتبار کر لیتے ہیں ڈاکٹر کہہ دیتے ہیں کہ روزہ نہ رکھو ان ڈاکٹروں کو نہ تو شرعی مسئلہ کی صحیح صورت کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی انکو روزہ کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ نہ تو خود روزہ رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی مومن کے روزہ کا درد ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

دوسری بات - یہ کہ آج کل اکثر ڈاکٹر بد دین ہیں اس لئے کسی ایسے ڈاکٹر سے مشورہ کر کے روزہ چھوڑنا چاہیے جو خوف خدا رکھتا ہو اور جو مسئلہ شرعیہ سے واقفیت رکھتا ہو۔

تیسری بات - یہ کوتاہی لوگ عموماً کرتے ہیں کہ جب روزہ کسی مرض یا سفر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو بعد میں اس کی قضاء نہیں کرتے- گناہگار مرتے ہیں اور بہت بڑی گناہگاری کا بوجھ لے کر قبر میں چلے جاتے ہیں-

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں شمار کرے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا-

اس سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر کو روزہ معاف نہیں بلکہ اللہ نے اسے رمضان میں چھوڑنے کی اجازت دے دی ہے- لیکن بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء لازمی ہے- نیز اگر زیادہ تکلیف مریض کو یا مسافر کو نہ ہو تو رمضان ہی میں روزہ رکھے اسے چھوڑے نہیں کیونکہ قرآن نے ارشاد فرمایا وان تصوموا خیر لکم اگر تم روزہ رکھو گے تو وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا- یعنی اگرچہ مرض اور سفر کی وجہ سے بعد میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن رمضان میں ہی روزہ رکھ لینا بہتر ہے- اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اول تو رمضان کی برکات اور نورانیت سے محرومی نہ ہوگی دوسرے یہ کہ سب مسلمانوں کے ساتھ مل کر روزہ رکھنے میں آسانی بھی ہوگی بعد میں تنہا روزے رکھنا مشکل ہوتا ہے-

۳ - **حاملہ عورت** جو عورت حمل سے ہو اور اسے روزہ رکھنے سے بہت زیادہ تکلیف یا بچے کی جان کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی رمضان المبارک میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، فارغ ہونے کے بعد چھوٹے ہوئے روزے رکھ لے-

۴ - **دودھ پلانے والی** جس طرح مریض یا مسافر کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضاء کرلے مگر شرط یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے بچے کو دودھ نہ ملنے کی وجہ سے غذا سے محرومی ہوتی ہو- اگر بچہ ماں کے دودھ کے علاوہ دوسری

غذاؤں پر گزارہ کرسکتا ہو تو دودھ پلانے والی عورت کو روزہ چھوڑنا حرام ہے اور یہ مسئلہ بھی اس وقت تک ہے جب کہ بچہ کی عمر دو سال تک ہو جب بچہ دو سال کا ہو جائے تو اس کو عورت کا دودھ پلانا ہی ممنوع ہے- اس میں روزہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مندرجہ بالا جن کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کے لئے لازم ہے کہ احترام رمضان کو مد نظر رکھتے ہوئے کھلم کھلا نہ کھائیں پئیں-

روزے کا فدیہ

۱- جو مرد یا عورت اس قدر بوڑھے ہوگئے ہوں کہ گرمی، سردی کسی وقت بھی روزہ نہ رکھ سکتے ہوں اور مسلمان دیندار حکیم و ڈاکٹر اس کے لئے روزہ کو مضر اور مہلک بتلا دیں تو وہ شخص صدقہ فطر کے برابر ایک ایک روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے-

۲ - ایسا مرد یا عورت کہ جو مستقل ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے قاصر ہو اور اس کے تندرست ہونے کی کوئی امید نہ ہو تو یہ بھی روزہ کے بجائے فدیہ دے دے-

لیکن اگر بعد میں کبھی روزہ رکھنے کے قابل ہوگئے تو گذشتہ روزوں کی قضاء کرنی ہوگی اور آئندہ روزے رکھنا ہوں گے اور جو فدیہ دیا ہے یہ صدقہ شمار ہوگا-

۵ - **حیض والی عورت کے لئے حکم** حیض والی عورت یعنی وہ عورت جس کو ماہواری آتی ہو اس، کو اگر رمضان میں ماہواری آجائے تو اس کو روزہ چھوڑنے کا حکم ہے- لیکن بعد میں اس کی قضاء کرئے گی- اور ماہواری کی حالت میں جو دن گزرے ان دنوں کی نماز اسے معاف ہے نماز کی قضاء نہیں کرنی پڑے گی-

روزہ کے متفرق مسائل

۱ - اگر رمضان کے دنوں میں قضاء،کفارہ، نذر اور نفل وغیرہ کی نیت کر کے روزہ رکھا تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کسی قسم کا نہیں ہو سکتا۔

۲ - اگر کوئی شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہا مگر روزہ کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

۳ - اگر کسی نے روزہ کی نیت کرلی اور ابھی صبح صادق طلوع نہ ہوئی تھی تو پھر بھی کھاپی سکتا ہے وقت شروع ہونے سے پہلے نیت کر لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔

۴ - قضاء اور کفارہ کے روزہ کی نیت رات ہی سے کرنی ہوگی۔ اگر رات سے نیت نہ کی گئی تو یہ روزہ نفل ہوگا قضاء و کفارہ کا نہیں ہوگا۔

۵ - اگر کوئی بچہ رمضان میں دن کے وقت بالغ ہوگیا یا کوئی کافر مسلمان ہوگیا تو باقی دن کھانے پینے سے رکا رہے اور اس دن کے بعد والے روزے اس پر فرض ہوں گے اس دن کا روزہ اور اس سے پہلے والے روزوں کی قضاء اس کے ذمہ نہیں اس لئے کہ وہ اس پر فرض ہی نہیں ہوئے تھے۔

۶ - اگر کوئی شخص سارا رمضان پاگل رہا تو اس پر تندرستی کے بعد ان روزوں کی قضاء نہیں ہے ہاں اگر رمضان میں ایک دن کے لئے بھی اس کے ہوش و حواس درست ہوگئے تو پچھلے روزوں کی قضاء ہوگی اور آئندہ روزہ رکھنا فرض ہوگا۔

۷ - اگر کوئی شخص پورا رمضان بے ہوش رہے یا کچھ دن رہے بہر حال اس پر تندرست ہو جانے کے بعد قضاء واجب ہے۔

۸ - نا بالغ بچہ اگر روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس پر نہ قضاء واجب ہے نہ کفارہ۔

تراویح

رمضان المبارک میں دن کے وقت مسلمانوں کی ایک اہم عبادت ہوتی ہے یعنی روزہ اسی طرح رات کو بھی ایک عبادت ہے جسے تراویح کہتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان کی راتوں کو ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ارشاد فرمایا کہ اس مہینہ کے اللہ نے تم پر روزے فرض کئے اور اس کا قیام تمہارے لئے سنت ہے۔

قیام سے مراد یہی تراویح اور نوافل وغیرہ ہیں۔

یہ تراویح سنت موکدہ ہیں اور ان کا باجماعت پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ اس عبادت کے ادا کرنے میں غفلت اور سستی نہیں کرنی چاہئے بعض لوگ اس کا اہتمام نہیں کرتے مسجد میں گئے نماز تراویح ہو رہی ہے یہ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں جب امام صاحب رکوع میں گئے تو بھاگم بھاگ رکعت میں جا کر مل گئے باقی ایک رکعت جو امام کے ساتھ پڑھی اس میں بھی پوری توجہ نہیں دیتے۔ کھڑے جسم کھجلاتے رہتے ہیں یا پھر اونگھتے رہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے رات کو کھڑے ہونے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے کھڑا ہونے سے کوئی اجر وثواب ان کو نہیں ملتا انہوں نے نیند کو چھوڑا ان کے حصہ میں بجائے ثواب کے صرف جاگنا آیا۔

مسائل تراویح

تراویح کا وقت - نماز تراویح کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے گی تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا فرضوں کے بعد دوبارہ تراویح پڑھنا ہوں گی۔

تراویح کی رکعات: تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ بیس رکعات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں اس لئے تابعین، تبع تابعین آئمہ مجتہدین امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک تراویح کی رکعات بیس ہیں ان برحق اماموں نے بیس سے کم تراویح کو اختیار نہیں فرمایا۔

اور آج تک مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں امت مسلمہ کا عمل یہی ہے۔ نیز مسجد حرام، خانہ کعبہ اور مسجد نبوی مدینہ منورہ میں آج تک تراویح کی بیس رکعات ہوتی ہیں۔ آٹھ رکعت تراویح پر عمل کرنے والے بہت اقلیت میں ہیں اور غلطی پر ہیں۔ کیونکہ جن روایات میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے اس سے تہجد کی نماز مراد ہے تراویح کی نماز مراد نہیں ہے یہ دونوں نمازیں الگ الگ ہیں۔

دلیل نمبر۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

دلیل نمبر۲ حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔

دلیل نمبر۳ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قراء کو بلایا پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے راوی کا کہنا ہے کہ وتر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پڑھایا کرتے تھے (السنن الکبری للبیہقی)

دلیل نمبر۴ حضرت یحیی بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ (رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ)

دلیل نمبر۵ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے۔ (رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ)

ان روایتوں اور دیگر تصریحات سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت، مراد کے زمانہ میں ان کے قول و عمل سے بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی۔

بیس رکعات تراویح کا آغاز سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو یا تین راتیں آپؐ نے ان کی باقاعدہ جماعت فرمائی۔ پھر جب آپ نے اس کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا انتہائی شوق و جذبہ دیکھا تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تراویح امت پر فرض نہ ہو جائے اس لئے آپ نے اس کی جماعت ترک فرما دی۔ اور صحابہ انفرادی طور پر تراویح پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آگیا۔ حضرت عمرفاورق انتہائی غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اب ان کی فرضیت کا کوئی امکان نہیں لہٰذا اسے پھر باقاعدہ جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

حتی کہ آپ نے اس بات کا فیصلہ فرمایا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ

عنہ کو تراویح کی امامت پر مقرر فرما دیا۔ تو صحابہ کرام میں سے کسی نے اس فیصلہ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ خوشی کے ساتھ اس پر عمل شروع کر دیا اور یہ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کو بیس رکعات پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔

اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا۔ اور اجماع خود مستقل طور پر حجت شرعیہ ہے اس لیے بیس رکعت تراویح میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہی راہ حق ہے اس کو چھوڑنا گمراہی ہے۔

تراویح کی نیت

تراویح کی نیت یوں کرنی چاہئے کہ یا اللہ میں تیری رضا اور خوشنودی کے لئے تراویح پڑھ رہا ہوں۔ یا اگر امام کے پیچھے پڑھ رہا ہے تو یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ یا اللہ جو نماز امام پڑھ رہا ہے میں بھی وہی نماز ادا کرتا ہوں۔

مسئلہ نمبر۱ اگر کسی شخص نے عشاء کی سنتیں پڑھنی تھیں اوز تراویح پڑھانے والے امام کے پیچھے سنت عشاء نیت کرکے اقتدا کی تو جائز ہے۔

مسئلہ نمبر۲ تراویح کی ہر دو رکعت کو شفعہ کہتے ہیں اگر امام چوتھے یا پانچویں شفعہ میں تھا اور مقتدی نے آکر امام کے پیچھے اپنے پہلے شفعہ کی نیت کی تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر۳ اگر مقتدی کو یاد آگیا کہ گزشتہ رات میں ایک شفعہ رہ گیا تھا یا فاسد ہوگیا تھا تو آج اس کو جماعت کے ساتھ تراویح کی نیت سے قضاء کرنا مکروہ ہے۔

نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم اور مسائل

تراویح پڑھنا سنت موکدہ ہے اور باجماعت پڑھنا سنت کفایہ ہے یعنی مسجد میں اگر تراویح کی جماعت نہ ہو اور تمام محلہ والے تراویح کی جماعت کو چھوڑ دیں تو تمام محلہ والے گناہ گار ہوں گے اور سنت کو ترک کرنے والے ہوں گے۔ اگر بعض آدمیوں نے باجماعت مسجد میں اور بعض نے باجماعت گھر میں پڑھ لیں تو ترک سنت کا گناہ تو نہ ہوگا مگر گھر میں تراویح پڑھنے والے مسجد کی فضیلت اور جماعت مسجد کی فضیلت عظمی سے محروم ہو جائیں گے ان کی تراویح ادا ہو جائیں گی. مگر مسجد میں جو ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا تھا وہ نہیں ملے گا۔

اگر محلہ والوں نے نماز تراویح باجماعت ادا کیں مگر کسی وجہ سے دو چار آدمی رہ گئے انھوں نے اپنے گھر پر ہی تنہا پڑھ لیں تو سنت ادا ہو جائے۔

تراویح میں امامت کے مسائل

نابالغ بچہ کی امامت نابالغ بچہ چاہے قریب البلوغ ہی کیوں نہ ہو تراویح میں بالغوں کی امامت نہیں کرسکتا اور ان کو تراویح پڑھانا درست نہیں ہے ہاں اگر یہ نابالغ نابالغوں کی امامت کرائے تو درست ہے۔ (ہدایہ وفتاوی محمودیہ)

ڈاڑھی منڈے یا ڈاڑھی کترے کی امامت

ڈاڑھی کا ایک مشت تک رکھنا یہ سنت ہے اسی طرح یہ تمام انبیاء کی بھی سنت رہی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ' ڈاڑھی کا ایک مشت سے پہلے کتروانا اور منڈوانا شرعا ناجائز ہے جو حفاظ ایک مشت سے کم ڈاڑھی کو کترواتے یا منڈواتے ہیں وہ ارتکاب

حرام کی وجہ سے فاسق ہیں خواہ دوسری باتوں سے کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں مگر ان باتوں سے یہ فسق ختم نہیں ہوسکتا اور فاسق کے پیچھے تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یعنی حرام کے قریب ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔

بعض حفاظ سارا سال نہ نماز پڑھتے ہیں نہ قرآن بلکہ مسجد کے قریب ہی نہیں جاتے ڈاڑھی منڈواتے اور کترواتے ہیں تو رمضان آنے پر چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھ لیتے ہیں تو بعض لوگ ایسے فاسق کو محض رشتہ داری و قرابت و باہمی تعلقات کی بنا پر تراویح میں امام مقرر کر دیتے ہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ لوگوں کی نمازیں خراب کرتے ہیں اور اس کا سارا وبال انہی پر ہوگا جنہوں نے ایسے فاسق حافظ کو مقرر کیا۔ لہذا تروایح میں ایسا حافظ منتخب کریں جو ظاہرا بھی باشرع اور متقی پرہیزگار ہو۔

تراویح پر اجرت

بعض جگہ دیکھنے میں یہ بات آتی ہے کہ لوگ اجرت دے کر حافظ صاحب سے تراویح پڑھواتے ہیں۔ بعض حافظ تو صاف صاف معاملہ طے کر لیتے ہیں۔ اور بعض یوں کہہ دیتے ہیں کہ جو آپ چاہیں دے دینا۔ بعض کچھ بھی نہیں کہتے مگر لینے کی نیت ہوتی ہے۔ بعض جگہ پر مسجد والے کہہ دیتے ہیں کہ جو چاہیں گے دے دیں گے۔ اور بعض جگہ پر تو ختم قرآن کے موقع پر یا اس سے پہلے تراویح پڑھانے والے کی امداد کے لئے باقاعدہ طور پر چندہ جمع کیا جاتا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے۔

ان تمام صورتوں میں کلام پاک پڑھنے کی اجرت خواہ مشروط ہو یا عام معروف ہو جیسا کہ آج کل عام طور پر رائج ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ و عنوان سے لینا و دینا لازم سمجھا جاتا ہے۔ اور حفاظ بھی ایسی جگہیں تلاش کرتے ہیں

جہاں زیادہ ملنے کی امید ہو۔ حتی کہ اس کے لئے دوسرے شہروں کا بھی سفر کرنا گوارہ کر لیتے ہیں اور اگر کسی جگہ کچھ نہ ملنے کی امید ہو وہاں (اگر وہ لوگ بلائیں بھی تو) معذرت کر لیتے ہیں۔ اور اگر زبان سے نہ کہیں مگر دل میں لینے کی امید ہو تو ان تمام صورتوں میں ہدیہ چندا اور معاونت کے عنوان سے جو کچھ نقدی یا جوڑا دیا جاتا ہے ان کا لینا حرام ہے۔

بعض حضرات اس کو آذان و اقامت تعلیم اور وعظ پر قیاس کرکے جائز کہتے ہیں مگر ان کا یہ قیاس غلط ہے کیونکہ ان میں بھی اصل مسئلہ جائز نہ ہونے کا ہے۔ مگر متاخرین فقہاء نے ضرورت شرعی کی وجہ سے اذان و اقامت کو مستثنیٰ کیا ہے اور تراویح میں قرآن سنانا ضروریات دین سے نہیں لہذا اس کی اجرت حرام ہے۔
(امداد الفتاوی ص۲۹۰ ج۱)

جائز چیز:

ہاں اگر کسی حافظ صاحب نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن مجید سنایا اور عام معروف طریقہ یا کسی مشروط طریقہ پر کچھ مقرر نہ کیا اور نہ لینے کا ارادہ تھا تو پھر کسی آدمی نے اتفاق سے خاموشی کے ساتھ کچھ پیش کر دیا تو اس کا لینا درست ہے یہ حکم اجرت میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح حافظ صاحب اپنے آمد و رفت کا خرچہ لے سکتے ہیں اگر آمد و رفت پر کچھ خرچ ہوتا ہو۔ اور بصورت قیام اپنے قیام کا خرچہ لے سکتے ہیں۔ اگر کوئی خالص اللہ کے لئے پڑھانے والا نہ ملے تو تروایح چھوٹی صورتوں کے ساتھ پڑھ لی جائیں۔

اجرت پر تراویح کے لئے امام مقرر کرنا

بعض جگہ کے بارے میں سننے میں آیا ہے کہ جس طرح پانچ وقتی نماز کے

لئے امام مقرر کیا جاتا ہے اسی طرح ماہ رمضان میں تراویح پڑھانے کے لئے کسی حافظ کو امام مقرر کر دیتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں یہ ہے۔ چونکہ یہاں اصلی مقصد امامت نہیں ہے بلکہ تراویح میں قرآن کریم کا ختم ہے اس لئے اس پر جو اجرت لی اور دی جائے گی وہ ختم قرآن کریم کی وجہ سے ہوگی محض امامت کی وجہ سے نہیں اس لئے ناجائز ہوگی اور قرآن مجید کی اجرت حلال کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا درست نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم)

تراویح کے متفرق مسائل

چار رکعتوں کے بعد بیٹھنا تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں ہوئی ہیں مستحب ہے لیکن اگر مقتدیوں کی گرانی کی وجہ سے تھوڑی دیر بیٹھے تو جائز ہے۔ اس وقفہ میں یہ دعا پڑھے۔ سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والهيبة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحی الذی لاینام ولایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملئکة والروح اللهم اجرنا من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر ترجمہ پاک ہے وہ جو زمینوں اور آسمانوں کا بادشاہ ہے پاک ہے۔ عزت والا ہے بزرگی والا ہے اور ہیبت والا ہے قدرت والا ہے بڑائی اور دبدبے والا ہے، پاک ہے، بادشاہ ہے زندہ رہنے والا ہے نہ سوتا ہے نہ مرے گا بہت پاک ہے۔ بہت مقدس ہے۔ ہمارا رب ہے فرشتوں کا رب ہے اور روح (جبرائیل علیہ السلام) کا رب ہے اے اللہ ہم کو جہنم سے پناہ دے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے

تراویح کی جماعت کے وقت عشاء کے فرض پڑھنا

اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں آیا کہ عشاء کی نماز ہونے کے بعد تراویح ہو رہیں تھیں تو ایسے آدمی کو چاہیے کہ پہلے عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھے اور پھر تراویح میں شریک ہو اس دوران جو تراویح رہ گئیں ان کو وتروں کے بعد پڑھ لے۔

یہ اکیلا فرض نماز پڑھنے والا اور جس کی کچھ تراویح رہ گئی ہوں امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے۔

تراویح کے وقت لوگوں کا بیٹھے رہنا

اکثر دیکھا گیا ہے کہ تراویح کے وقت بعض لوگ پیچھے بیٹھے رہتے ہیں یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب امام صاحب رکوع میں جاتے ہیں تو یہ لوگ کھڑے ہو کر رکوع میں شامل ہو جاتے ہیں اس طرح کرنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اس میں نماز پڑھنے میں سستی کا اظہار ہے اور یہ منافقین کے عمل کے مشابہ ہے۔

تراویح پورے ماہ میں سنت ہیں

جب قرآن مجید تراویح میں ختم ہو جاتا ہے تو بعض لوگ تراویح پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں جو کہ انتہائی غلطی ہے چونکہ تراویح میں قرآن مکمل کرنا ایک الگ سنت ہے اور تراویح رمضان کا چاند نظر سے عید کا چاند نظر آنے تک پڑھنا الگ سنت موکدہ ہے۔ لہٰذا ختم قرآن کے بعد رمضان کی جتنی راتیں باقی ہوں ان میں بھی تراویح جماعت سے پڑھنی ہوں گی۔

رکعات تراویح میں شبہ کے مسائل

رکعات تراویح کے بارے میں اگر مقتدیوں میں اختلاف ہو جائے بعض کہیں کہ اٹھارہ ہوئیں اور بعض کہیں کہ بیس ہوئیں ہیں اور ہر فریق کو اپنی بات پر پورا یقین ہو تو جس طرف امام ہوگا اس قول کا اعتبار کیا جائے گا۔

اگر امام نے دو رکعت پڑھائیں اور سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں میں اختلاف ہوگیا بعض کہتے ہیں کہ دو ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ تین ہوئیں تو اس حالت میں جس بات پر امام کو یقین ہوگا اس پر عمل ہوگا۔

اگر امام کو بھی شک ہو جائے تو پھر مقتدیوں کی بات کا اعتبار ہوگا لیکن ان مقتدیوں کی بات کا یقین ہوگا جن پر امام کو مکمل اعتماد ہوگا۔

اگر تراویح کے اندر امام کو شک ہوگیا کہ اٹھارہ ہوئیں ہیں یا بیس اسی طرح مقتدیوں کو بھی شک ہے تو ایسی صورت میں سمجھا جائے گا کہ گویا سب لوگ شک میں ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ بجائے جماعت کے سب لوگ اکیلے اکیلے دو رکعت تراویح پڑھیں جس میں انہیں شک ہو۔

اگر اٹھارہ رکعت پڑھ کر امام نے سمجھا کہ بیس رکعتیں پوری ہوگئی ہیں اور وتروں کی نیت باندھ لی مگر وتروں کی دو رکعت پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ دو رکعتیں تراویح کی رہ گئی ہیں تو وتر کی انہیں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا اس نیت سے کہ تراویح کی دو رکعت ہو جائیں گی تو یہ دو رکعتیں تراویح کی نہ ہوں گی۔

اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ تراویح کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو انہیں بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

اگر بعد میں یاد آیا کہ تراویح کی ایک رکعت رہ گئی ہے کل انیس ہوئی ہیں تو ایسی صورت میں دو رکعات اور پڑھ لیں۔ صرف انہیں دو رکعتوں کا اعادہ ہوگا

اس کے بعد کی تراویح کا اعادہ نہیں ہوگا۔

تراویح میں امام کو بھول جانے پر متنبہ کرنے کا طریقہ

○ اگر امام بھول کر تیسری رکعت کے لے کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو لفظ سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہنا چاہئے تاکہ امام واپس قعدہ میں بیٹھ جائے۔

○ تراویح میں امام کو قرات میں غلطی بتانے کے لئے نابالغ حافظ کو مقرر کرنا جائز ہے۔اور یہ نابالغ حافظ جب امام کے ساتھ نماز میں ہو اور امام کو لقمہ دے تو جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

○ اسی طرح مردوں کی صف اول میں امام کے پیچھے نابالغ حافظ کو غلطی بتانے کی غرض سے کھڑا کرنا بھی درست ہے۔

بغیر عذر کے تراویح بیٹھ کر پڑھنا

○ بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے تراویح ادا ہو جائیں گی مگر ثواب آدھا ملے گا۔

○ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائے تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔

تراویح کی جماعت میں شریک ہونے کے مسائل

○ کوئی شخص ایسے وقت میں جماعت کے ساتھ آکر شریک ہوا کہ امام قراۃ شروع کر چکا تھا تو اب اس کو سبحانک اللہ نہیں پڑھنا چاہئے۔

○ وہ شخص جس کی رکعت نماز سے رہ گئی ہو اس نے امام کے ساتھ یا

امام سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر امام کے لفظ السلام کہنے کے بعد سلام پھیرا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

○ وہ آدمی جس کی جماعت سے کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں وہ اپنی بقایا رکعتیں پوری کرنے کے لئے اس وقت تک کھڑا نہ ہو جب تک امام کی نماز ختم ہونے کا یقین نہ ہو جائے کیونکہ بسا اوقات امام سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرتا ہے اور یہ اس کو نماز کے ختم ہونے کا سلام سمجھ کر اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور امام سجدہ میں چلا جاتا ہے ایسی صورت میں فوراً لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہو جانا چاہئے۔

○ اگر کوئی شخص رکوع میں آکر شریک ہوا مگر اسکو رکوع ملا نہیں تب بھی امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہونا اس پر واجب ہے۔

○ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں آیا کہ امام رکوع میں تھا اور یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہوا اور اسی وقت امام نے سر رکوع سے اٹھا لیا پس اگر اس نے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہی تھی اور رکوع میں گیا تھا اور رکوع میں جھکنے سے پہلے پہلے اللہ اکبر کہہ چکا تھا اور کمر رکوع میں برابر کرلی تھی اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا ہے تب تو اسے رکعت مل گئی اگرچہ تسبیح ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو۔ اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کرسکا تو رکعت نہیں ملی۔ اور اگر تکبیر سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی ہے تو شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوا۔

○ امام جب تشہد کے لئے بیٹھا تو ایک مقتدی سو گیا امام سلام پھیر کر تراویح کی دوسری دو رکعات پڑھ کر تشہد کے لئے بیٹھا تب یہ سونے والا جاگا پس اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ یہ دوسری دو رکعتیں ہیں تو فوراً

سلام پھیر کر ان دو میں شریک ہو جائے اور جب امام سلام پھیر دے تو پھر اٹھ کر ان کو پورا کر لے۔

تراویح کی قضاء

اگر تراویح کسی وجہ سے فوت ہو جائیں اور رات گزر جائے تو دن میں یا کسی اور وقت ان کی قضا نہیں نہ جماعت کے ساتھ نہ بغیر جماعت کے اگر کسی نے قضا کی تو تراویح نہ ہوں گی بلکہ نفلیں ہوں گئی۔ کیونکہ قضاء صرف فرائض واجبات یا فجر کی سنتوں کی ہوتی ہے

تراویح میں سجدہ تلاوت کے احکام

○ آیت سجدہ کے فورا بعد سجدہ کرنا افضل ہے لیکن اگر نماز میں آیت سجدہ کے بعد سجدہ نہ کیا بلکہ رکوع کیا اور اس میں اس سجدہ کی نیت کرلی تب بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو اس کے بعد سجدہ نماز سے بلا نیت بھی ادا ہو جائے گا یہ اس وقت تک ہے جب کہ آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھا ہو اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو اب اس سجدہ کا وقت جاتا رہا نہ نماز میں ادا ہو سکتا ہے نہ نماز کے بعد بلکہ توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔

○ اگر آیت سجدہ جو کہ سورۃ کے ختم پر ہے پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے (اس خیال سے کہ سورۃ ختم ہو گئی ہے) بلکہ تین آیات کی مقدار پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے۔

○ آیت سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔

○ اگر امام نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور کوئی شخص آیت سجدہ سن کر امام کے ساتھ اس سجدہ کے بعد اسی رکعت میں شریک ہوگیا تو اس کے ذمہ سے یہ سجدہ ساقط ہوگیا اگر اسی رکعت میں شریک نہیں ہوا تو اس کو نماز سے باہر علیحدہ سجدہ کرنا چاہئے۔

○ اگر نماز سے باہر آیت سجدہ تلاوت کی مگر سجدہ نہیں کیا پھر نماز میں وہی آیت پڑھی اور سجدہ کیا تو یہ سجدہ دونوں دفعہ کی تلاوت کے لئے کافی ہے۔ اگر پہلے سجدہ کرلیا تھا تو اب دوبارہ بھی سجدہ کرنا چاہئے۔

تراویح میں پورا قرآن کریم پڑھنا

تراویح میں پورا قرآن حکیم ایک مرتبہ پڑھ کر یا سن کر ختم کرنا سنت ہے۔

اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور ست و کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن نہ سن سکیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں تو پھر جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں اس قدر پڑھ لیا جائے یا الم ترکیف سے پڑھ لیا جائے لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

ستائیسویں شب کو قرآن حکیم ختم کرنا مستحب ہے۔

اگر کسی مسجد کا امام قرآن شریف ختم نہ کرے تو پھر کسی دوسری مسجد میں جہاں پر ختم ہو وہاں تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ختم قرآن کی سنت وہیں حاصل ہوگی۔

اگر اپنی مسجد کا امام قرآن غلط پڑھتا ہو تو دوسری مسجد میں جاکر تراویح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قعدہ بھول جانا

تراویح میں دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی بجائے اگر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو حکم یہ ہے کہ جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو واپس آکر بیٹھ جائے اور سجد سہو کرکے نماز پوری کرے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو پھر ساتھ چوتھی رکعت بھی ملاے اور آخر میں سجدہ سہو کرکے نماز پوری کرے۔ مگر ان چار رکعتوں میں سے صرف دو رکعت تراویح شمار ہوں گی اور دو نفل ہو جائیں گی۔

ایک مسئلہ

تراویح میں ایک مرتبہ کسی سورۃ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا چاہئے اگر آہستہ آواز کے ساتھ پڑھتا ہے تو امام کا قرآن مکمل ہو جائے گا مگر مقتدیوں کا پورا نہ ہوگا۔

رمضان المبارک کی راتوں میں تراویح مقرر ہونے کی وجہ

۱- رمضان المبارک کی راتوں میں نماز تراویح مقرر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ طبعی خواہشوں کی مکمل طور پر مخالفت ثابت ہو۔

کیونکہ روزہ کی مشقت کی وجہ سے جسم میں کمزوری آتی ہے اور طبیعت کا تقاضہ ہوتا ہے کہ آرام کیا جائے لہٰذا رات کو ایسی عبادت مقرر کی کہ جس سے عادت و عبادت میں امتیاز ہو اور طبیعت کی مخالفت ہو۔

۲- چونکہ ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت زیادہ انوار و برکات اور رحمت کا نزول ہوتا ہے لہٰذا اس مہینہ کی راتوں میں ایک خاص عبادت

تراویح کا تقرر ہوا کیونکہ برکات و انوار الٰہی کا نزول اکثر رات ہی کو ہوتا ہے۔

شب قدر

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دوسری امتوں پر کئی اور فضیلتیں عطا کی ہیں ایک فضیلت یہ بھی عطا کی کہ اس امت کو سال بھر میں ایک رات عطا کی جو کہ انتہائی خیر و برکت والی ہے۔

نزول قرآن

اس رات کے اندر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ یہ رات ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔

ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہونے کا مطلب

ایک ہزار مہینہ ۸۳ سال اور ۴ ماہ بنتے ہیں مطلب یہ کہ جہاں مسلمان ۸۳ سال اور چار ماہ عبادت کرتا رہے وہاں اگر اس رات کو عبادت کرے گا تو اللہ پاک اس رات کے بدلے ۸۳ سال اور چار ماہ کی عبادت کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ کس قدر عظمت والی رات ہے۔

یہ رات عطا ہونے کی وجہ

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو پہلی امتوں کی عمریں دکھائیں تو ان کی عمریں بہت زیادہ تھیں اور آپ کی امت کی عمریں بہت کم تھیں اگر یہ نیک اعمال میں سابقہ امتوں کی برابری بھی کرنا چاہتی تو نہیں کرسکتی تھی تو آپ کو اس پر رنج ہوا اس کی تلافی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ رات مرحمت فرمائی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت لے کر اترتے ہیں اور اس شخص کے لئے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو یعنی عبادت میں مشغول ہو دعائے رحمت کرتے ہیں۔

اعتکاف

رب کائنات نے اپنی عبادت کے مختلف طریقے مقرر فرمائے ہیں نماز، روزہ، حج ان تینوں عبادتوں کے طریقے مختلف ہیں۔

اسی طرح اعتکاف والی عبادت کا طریقہ تمام عبادتوں سے انوکھی اور نرالی شان کا مالک ہے۔ کہ انسان اپنے تمام دنیاوی مشاغل چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے در پر یعنی مسجد میں چلا جاتا ہے اور ہر ماسوا سے اپنے آپ کو منقطع کر کے صرف اللہ تعالیٰ سے ہی لو لگا لیتا ہے اور اس نو یا دس دن کی مختصر مدت میں پوری توجہ اور کامل یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے ساتھ مناجات میں منہمک رہنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو خاص تعلق اور قرب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ تمام عبادتوں میں ایک نرالی شان رکھتی ہے۔

جب تک انسان اعتکاف کی حالت میں رہتا ہے تو اس کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا ہر ہر سیکنڈ حتی کہ اس کا سونا بھی عبادت شمار ہوتا ہے۔ گویا یوں سمجھیں کہ

اعتکاف والا تمام کچھ چھوڑ کر خانہ خدا میں آجاتا ہے اور یہ صدا لگاتا ہے کہ اے اللہ میں تیرے در پر آپڑا ہوں میری مغفرت فرما جب تک آپ میری مغفرت نہیں کریں گے میں آپ کا در نہیں چھوڑوں گا۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف مسنون ہونے کی حکمت

اعتکاف آخری عشرہ میں مسنون ہونے کی حکمت یہ ہے کہ شب قدر کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا یقینی طریقہ اعتکاف سے بڑھ کر کوئی نہیں یہ بات بھی واضح ہے کہ اللہ پاک نے شب قدر کی تعیین کو مخفی رکھا ہے تاکہ مسلمان عشرہ آخیرہ کی تمام طاق راتوں میں جاگ کر عبادت میں مشغول رہیں۔

مگر عمومی حالات میں انسان کے لئے یہ مشکل ہوتا ہے کہ رات کا ایک ایک لمحہ عبادت میں صرف کرے بلکہ بشری ضروریات کے تحت رات کا کچھ حصہ دوسرے کاموں میں صرف کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن اگر انسان اعتکاف کی حالت میں ہو تو خواہ رات کے وقت سویا ہی کیوں نہ رہا ہو اسے عبادت گزاروں میں شامل کیا جائے گا اور اس طرح اس کو شب قدر کا ایک ایک لمحہ عبادت میں صرف کرنے کی فضیلت حاصل ہوگی اور یہ اتنی عظیم فضیلت ہے کہ اس کے مقابلہ میں دس دن کی یہ قلیل محنت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

اعتکاف کے معنی

لفظ اعتکاف عکف سے نکلا ہے جس کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں چونکہ معتکف جب کہ روزہ دار بھی ہو تمام حوائج دنیویہ و اغراض نفسانیہ سے اپنے آپ کو روک کر بقصد عبادت الٰہی مسجد میں چلا جاتا ہے۔ اس لئے اس فعل کا نام اعتکاف ہوا یا یوں سمجھیں کہ اعتکاف عاشق کا اپنے آپ کو معشوق کے دروازہ پر بحالت تضرع و زاری پیش کرنا ہے گویا معتکف اپنے آپ کو درگاہ الٰہی میں ایسا مقید کرتا ہے جو ایک الحاح کنندہ سائل جو کسی کے دروازہ پہ جو اپنی حاجت و مراد حاصل ہوئے بغیر نہیں ہٹتا۔

یا ایک عاشق زار کی طرح اپنے معشوق کے دروازہ پر بھوکا پیاسا رہ کر اور دنیا کی تمام حوائج و اغراض سے فارغ ولا ابالی ہو کر محض جلوہ محبوب و معشوق کے لئے اس کے دروازہ پر معتکف ہو جاتا ہے اور جب تک اس کا معشوق اس کو اپنا منہ نہ دکھائے اس کے در سے نہیں ہٹتا اور اس کے شوق میں ساری لذات کو چھوڑ کر اس کے در پر آکر سر رکھ دیتا ہے۔

احادیث اعتکاف:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے اعتکاف کی اہمیت معلوم ہوئی کہ آپ نے ہمیشہ اس پر مداومت فرمائی، نیز عورت کے اعتکاف کرنا بیان ہوا جس کی تفصیل انشاء اللہ مسائل اعتکاف میں آئے گی۔

۲ - حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور حضرت نافعؒ (جنہوں نے یہ حدیث ابن عمرؓ سے روایت کی ہے) فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں آپ اعتکاف فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم)

۳ - حضرت نافعؒ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تو اسطوانہ توبہ کے پیچھے یا تو آپ کا بستر بچھا دیا جاتا یا چارپائی ڈال دی جاتی تھی۔ (ابن ماجہ)

اسطوانہ توبہ مسجد نبوی کے ایک ستون کا نام ہے جسے اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں اور اس ستون پر حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے وہ جگہ ہے جہاں اعتکاف کے وقت آپؐ کا بستر بچھا دیا جاتا یا چارپائی ڈالی جاتی۔ آج کل اس جگہ پر ایک ستون ہے جسے اسطوانہ السریر کہتے ہیں یہ ستون روضہ اقدس کی مغربی جالی سے متصل ہے۔

بہرحال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ معتکف کے لئے مسجد میں بستر بچھانا بھی جائز ہے۔ اور اگر کسی شخص کو فرش پر سونے کی عادت نہ ہو یا نیند نہ آئے تو چارپائی بھی ڈالی جاسکتی ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ ان مختصر ایام کے لئے اتنا اہتمام نہ کیا جائے بلکہ سادگی کے ساتھ فرش پر سوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ پیغمبر تھے اس لئے آپ نے بہت سے کام اس لئے فرمائے ہیں تاکہ امت کو ان کا جائز ہونا معلوم ہو جائے۔

لہٰذا آپ نے چارپائی ڈلوا کر اس کا جائز ہونا بھی بتا دیا۔ لیکن عام مسلمانوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ فرش پر سونے کا انتظام کریں مگر یہ کہ کوئی عذر ہو۔ اسی حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ہر سال

مسجد کی کسی ایک ہی جگہ پر اعتکاف کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں، البتہ ایک تو اس کا ایسا اہتمام نہیں کرنا چاہئے جیسے وہ جگہ لازمی طور پر اعتکاف کے لئے مخصوص ہوگئی ہو اور وہیں پر اعتکاف کرنا ضروری ہو۔ اور اسی غرض سے کسی ایسے شخص کو وہاں سے اٹھانا جو پہلے سے وہاں پر اعتکاف کا انتظام کرکے بیٹھ چکا ہو۔ کیونکہ اعتکاف ایک بہت عظیم عبادت ہے اس لئے اس میں کسی خاص جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے لڑائی جھگڑا کرنا یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا یا اس کا دل دکھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

۴ - حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا ہو۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوۃ) مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جتنے دن انسان اعتکاف میں رہے گا گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ اور جو گناہ وہ باہر رہ کر کرتا تھا اب ان سے رک جائے گا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ باہر رہ کر جو نیکیاں وہ کرتا تھا اعتکاف کی حالت میں اگرچہ وہ ان کو انجام نہ دے سکا ہو لیکن وہ اس کے نامہ اعمال میں بدستور لکھی جاتی رہتی ہیں اور اسے ان کا ثواب دیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص مریضوں کی عیادت کرتا تھا، یا غریبوں کی امداد کیا کرتا تھا یا کسی بزرگ یا عالم کی مجلس میں جایا کرتا تھا یا تعلیم و تبلیغ کے لئے کہیں جاتا تھا اور اعتکاف کی وجہ سے یہ کام نہیں کرسکا تو وہ ان نیکیوں کے ثواب سے محروم نہیں ہوگا۔ بلکہ بدستور ان نیکیوں کا ایسا ہی ثواب ملتا رہے گا جیسے وہ خود ان کو انجام دیتا رہا ہو۔

کون اعتکاف کرسکتا ہے:

اعتکاف کے لئے ضروری ہے کہ انسان مسلمان ہو عاقل ہو لہٰذا کافر اور مجنون کا اعتکاف درست نہیں نابالغ بچہ جس طرح نماز روزہ کرسکتا ہے اسی طرح اعتکاف بھی کرسکتا ہے۔(بدائع ص۱۰۸ ج۲) عورت بھی اپنے گھر میں عبادت کی مخصوص جگہ مقرر کرکے وہاں اعتکاف کرسکتی ہے مگر اس کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے نیز یہ بھی لازم ہے کہ وہ حیض و نفاس (مہنسز بلڈنگ وغیرہ) سے پاک ہو۔

اعتکاف واجب اور اعتکاف مسنون میں یہ بھی شرط ہے کہ انسان روزہ دار ہو لہٰذا جس شخص کا روزہ نہ ہو وہ اعتکاف نہیں کرسکتا۔ البتہ نفلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں۔

اعتکاف کی جگہ:

مردوں کے لئے اعتکاف صرف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے افضل ترین اعتکاف مسجد حرام میں ہے دوسرے نمبر پر مسجد نبوی میں تیسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ میں، چوتھے نمبر پر کسی بھی جامع مسجد میں اور جامع مسجد میں اعتکاف افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے لئے کہیں اور نہیں جانا پڑے گا۔ لیکن جامع مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری نہیں بلکہ ہر اس مسجد میں اعتکاف کرسکتا ہے جہاں پانچوں وقت نماز ہوتی ہو۔ اور اگر مسجد ایسی ہے کہ جہاں پانچوں وقت نماز نہ ہوتی ہو تو اس میں علماء کا اختلاف ہے بہرحال محققین کے نزدیک ایسی مسجد میں بھی اعتکاف ہوسکتا ہے اگرچہ افضل نہیں ہے۔ (شامی ص۱۲۹ ج۲)

اعتکاف کی اقسام:

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ **اعتکاف مسنون:** یہ وہ اعتکاف ہے جو صرف رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اکیسویں شب سے عید کا چاند دیکھنے تک کیا جاتا ہے اس مقدار سے کم نہیں ہوتا۔ چونکہ نبی علیہ السلام ہر سال ان دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اس لئے اس کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں۔

۲۔ **اعتکاف واجب:** یہ وہ اعتکاف ہے جو نذر ماننے سے واجب ہوگیا ہو یا کسی مسنون اعتکاف کو فاسد کرنے سے اس کی قضاء واجب ہوگئی ہو۔ اعتکاف مسنون، اعتکاف واجب میں ساتھ روزہ رکھنا بھی شرط ہے۔

۳۔ **اعتکاف نفل:** یہ وہ اعتکاف ہے جو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کچھ وقت کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں مقیم ہو جائے اس کے لئے وقت کی کوئی مقدار مقرر نہیں بلکہ جتنا وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہر جائے اعتکاف ہو جائے گا اس میں روزہ بھی نہیں ہے۔

اعتکاف کی ان تینوں اقسام کے احکام علیحدہ ہیں اس لئے ہر ایک کے مسائل جداگانہ تحریر کئے جائیں گے۔

۱۔ اعتکاف مسنون:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے اسے اعتکاف مسنون کہتے ہیں اس کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ بیسویں روزے کو مغرب سے اتنا پہلے حدود مسجد میں پہنچ جائے کہ اسے غروب آفتاب مسجد میں ہو۔

یہ آخری عشرے کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے یعنی محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرے تو تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی۔ لیکن اگر تمام محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سارے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہو گا۔ (شامی)

اس لئے ہر محلے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بیسویں روزہ سے قبل ہی اس بات کی تحقیق کرلیں کہ کیا ہماری مسجد میں کوئی اعتکاف بیٹھ رہا ہے یا نہیں اگر کوئی نہ بیٹھ رہا ہو تو کسی کو بٹھانے کا انتظام کریں تاکہ تمام اہل محلہ ترک سنت پر گناہگار ہونے سے بچ جائیں۔ مگر کسی شخص کو معاوضہ یا اجرت دے کر اعتکاف بٹھانا جائز نہیں۔ (شامی)

اگر اپنے محلے میں سے کوئی شخص اعتکاف بیٹھنے کے لئے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے سے آدمی لا کر اپنی مسجد میں اعتکاف بٹھا دیں۔ دوسرے محلے کا آدمی بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت انشاء اللہ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۵۱۲ ج ۶)

اعتکاف کا سب سے بڑا رکن یہ ہے کہ انسان دوران اعتکاف حدود مسجد میں رہے اور ضروری حاجات کے علاوہ (جن کی تفصیل اگلے صفحات میں آ رہی ہے) ایک لمحہ کے لئے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے کیونکہ اعتکاف کرنے والا اگر ایک لمحہ کے لئے بھی بغیر ضرورت شرعی کے حدود مسجد سے باہر جائے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

حدود مسجد :

اکثر لوگ حدود مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس بنا پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسے اچھی طرح سمجھ لیں کہ حدود مسجد کا کیا مطلب ہے۔ عموما تو مسجد

کے پورے احاطے کو مسجد کہتے ہیں لیکن شرعی اعتبار سے پورے احاطے کا مسجد ہونا ضروری نہیں بلکہ شرعا صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی مسجد نے مسجد قرار دے کر وقف کر دیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہونا اور چیز ہے۔ شرعا مسجد صرف اتنے حصہ کو کہا جاتا ہے جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ مقصود نہ ہو۔

لیکن تقریبا ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو شرعا مسجد نہیں ہوتا مگر مسجد کی ضروریات کے لئے وقف کیا جاتا ہے مثلا۔ وضو کی جگہ، استنجا خانے، غسل خانے، امام صاحب کا حجرہ، سٹور وغیرہ ایسے حصوں پر شرعا مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے اسی لئے ان حصوں میں ناپاکی کی حالت میں جانا بھی جائز ہے جب کہ اصل مسجد میں ناپاک اور جنبی آدمی کا داخل ہونا جائز نہیں۔ اگر معتکف ان جگہوں پر بلا شرعی عذر کے جائے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

بعض مساجد میں وضو کرنے کی جگہ، غسل خانے، استنجا خانے وغیرہ مسجد سے الگ ہوتے ہیں جس کی پہچان مشکل نہیں کہ یہ مسجد سے علیحدہ ہیں لیکن اکثر مساجد میں یہ جگہیں بالکل متصل اور ملی ہوئی ہوتی ہیں ہر شخص انہیں جان نہیں سکتا کہ یہ مسجد میں داخل ہیں یا نہیں جب کہ بانی مسجد واضح طور پر نہ بتا دے کہ یہ مسجد میں داخل نہیں۔ اس لئے اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ وہ مسجد کے بانی یا امام صاحب سے دریافت کرلے کہ مسجد کی حد کہاں تک ہے۔

ویسے اکثر یہ جگہیں مسجد میں داخل نہیں ہوتیں یہاں بلا شرعی ضرورت کے معتکف نہ جائے ورنہ اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، امام صاحب کی رہائش کا کمرہ یہ

مسجد سے خارج ہوتے ہیں ان جگہوں پر معتکف کے بلا ضرورت شرعی جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا- ہاں بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام صاحب کی رہائش کے لئے تو نہیں ہوتا لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لئے بنایا جاتا ہے اس کمرہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو مسجد سے خارج شمار ہوگا- اگر بانی مسجد نے اسے مسجد قرار دیا ہو تو پھر وہاں معتکف کے جانے سے اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹے گا-

مسجد کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جو جگہ بنائی جاتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی- اسی طرح بعض مساجد میں دریاں- صفیں وغیرہ رکھنے کے لئے اور بعض مساجد میں اصل مسجد کے ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے ان دونوں جگہوں کو جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو تو یہ مسجد سے خارج ہیں ان میں معتکف کو نہیں جانا چاہئے-

بہرحال وضو کرنے کی جگہ' بیت الخلاء' غسل خانے' مسجد کا سٹور' وغیرہ عموما مسجد سے خارج ہوتے ہیں لہٰذا معتکف کو یہاں بلا شرعی حاجت نہیں جانا چاہئے-

شرعی ضرورت کے لئے نکلنا:

شرعی ضرورت سے مراد وہ ضروریات ہیں جن کے لئے مسجد سے نکلنا شریعت نے معتکف کے لئے جائز قرار دیا ہے اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا وہ ضروریات یہ ہیں- پیشاب پاخانے کی ضرورت' غسل جنابت جب کہ مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو' وضو جب کہ مسجد میں رہتے ہوئے وضو کرنا ممکن نہ ہو' کھانے پینے کی چیزیں باہر سے لانا جب کہ کوئی اور شخص لانے والا موجود نہ ہو' موذن کا اذن دینے کے لئے باہر جانا' جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے-اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جانا' مسجد کے گرنے وغیرہ

کی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل ہونا ان ضروریات کے علاوہ معتکف کو کسی اور مقصد کیلئے باہر جانا جائز نہیں-

ان ضروریات کی مختصر تشریح :

قضائے حاجت :-

○ معتکف پیشاب پاخانے کی ضرورت سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے جہاں تک صرف پیشاب کا تعلق ہے اس کے لئے مسجد کے قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہئے لیکن پاخانے کے لئے جانے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہئے کہیں اور جانا درست نہیں لیکن اگر کسی شخص کو اپنے گھر کے سوا قضائے حاجت کرنا طبعا ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس غرض کے لئے اپنے گھر چلا جائے-

○ اگر مسجد کا کوئی بیت الخلاء نہ ہو یا اس میں قضائے حاجت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر جانا جائز ہے خواہ گھر دور ہی کیوں نہ ہو-

○ اگر مسجد کے قریب کسی دوست یا عزیز کا گھر موجود ہو تو قضائے حاجت کے لئے اس کے گھر جانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے باوجود اپنے گھر جانا جائز ہے خواہ گھر اس دوست یا عزیز کے مکان کے مقابلہ میں دور ہو-

○ اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو قریب والے مکان میں جائے-

○ اگر بیت الخلاء مشغول ہوں تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھرنا جائز ہے لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی ٹھرنا جائز

نہیں اگر ٹھہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

○ بیت الخلاء کو جاتے یا وہاں سے آتے وقت راستے میں یا گھر میں کسی سے سلام کرنا، سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس بات چیت کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے۔

○ بیت الخلاء جاتے یا آتے وقت تیز چلنا ضروری نہیں آہستہ آہستہ چلنا بھی جائز ہے۔

○ قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے ٹھہرنا نہ چاہئے، بلکہ چلتے چلتے اسے بتا دینا چاہئے کہ میں اعتکاف میں ہوں اس لئے ٹھہر نہیں سکتا اگر کسی کے ٹھہرانے سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

یہاں تک کہ اگر راستے میں کسی قرض خواہ نے روک لیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ صاحبین کے نزدیک ایسی مجبوری سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ کسی بھی صورت میں راستے میں نہ ٹھہرے۔

○ جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر گیا ہو تو وہاں وضو کرنا بھی جائز ہے۔

○ قضائے حاجت میں استنجا بھی داخل ہے لہذا جن لوگوں کو قطروں کا مرض ہو وہ اگر صرف استنجا کے لئے باہر جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں۔

معتکف کا غسل معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے احتلام دن کو ہو یا رات کو اس سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آتا معتکف کو چاہئے کہ آنکھ کھلتے ہی پہلے تیمم کرلے یا تو پہلے ہی سے کچی یا پکی اینٹ رکھ لی جائے ورنہ بدرجہ

مجبوری مسجد کے صحن یا دیوار پر تیمم کرے پھر غسل کا انتظام کرے (بدائع)

○ غسل کا انتظام خود بھی کرسکتا ہے۔ دوسرا کوئی کر دے تو یہ بھی جائز ہے مثلاً پانی کا بھرنا پانی بھرنے کے لئے لوٹا یا کوئی برتن لانا اگر دوسرا کوئی انتظام کر رہا ہو تو اتنی دیر معتکف تیمم کے ساتھ مسجد میں رہے پھر نہا کر کپڑے پہن کر مسجد میں آئے۔

○ اگر مسجد میں غسل خانہ موجود نہ ہو یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں یا سخت دشوار ہے تو اپنے گھر جاکر بھی غسل کرسکتا ہے جیسا کہ قضائے حاجت کے بارے میں گزشتہ صفحات پر ہم لکھ چکے ہیں۔

○ اگر معتکف کو احتلام ہو جائے اور موسم سرد ہو ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی وجہ سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو معتکف تیمم کرکے مسجد میں رہے اور گھر سے گرم پانی منگوا لے اسی طرح اگر قرب و جوار میں کوئی حمام ہے تو حمام میں جاکر بھی غسل کرسکتا ہے بہتر یہ ہے کہ حمام والے کو اپنے آنے کی پہلے اطلاع کر دے تاکہ وہاں غسل کرنے کے لئے انتظار نہ کرنا پڑے اور غسل کرکے فوراً واپس آجائے۔ (شامی)

○ گرمی کی وجہ سے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کرنے کے واسطے معتکف کو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں (امداد الفتاوی) اگر اس غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا البتہ ایسی صورت اختیار کرکے نہا سکتا ہے کہ پانی مسجد میں نہ گرے جیسے کسی ٹب وغیرہ میں بیٹھ کر۔

○ غسل جمعہ کے لئے بھی معتکف کو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے البتہ جمعہ سے قبل ضرورت شرعیہ مثلاً جمعہ پڑھنے، پیشاب کرنے، پاخانہ کرنے کے لئے باہر گیا تو واپسی میں غسل جمعہ کرسکتا ہے۔ (امداد الفتاوی)

معتکف کا وضوء :

○ اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں چنانچہ ایسی صورت میں معتکفین کے لئے الگ پانی کی ٹونٹیاں اس طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹونٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے اگر مسجد میں ایسا انتظام موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے پر اس طرح وضو کرلیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔

○ لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے یا وضو خانہ موجود نہ ہو تو کسی اور قریبی جگہ جانا جائز ہے اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے خواہ وہ فرض نماز کے لئے کیا جا رہا ہو یا نفلی عبادتوں کے لئے۔

○ جن صورتوں میں معتکف کے لئے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے ان میں وضو کے ساتھ مسواک منجن یا پیسٹ سے دانت صاف کرنا صابن لگانا اور تولیہ سے اعضاء خشک کرنا بھی جائز ہے لیکن اس کے علاوہ ایک لمحہ کے لئے بھی باہر ٹھرنا جائز نہیں اور نہ راستے میں رکنا جائز ہے۔

○ اگر مسجد میں وضو کا پانی ختم ہو جائے اور کوئی لاکر دینے والا نہ ہو تو جہاں سے جلدی لاسکتا ہو وہاں سے جاکر پانی لاسکتا ہے اور اگر گھر جانا پڑے تو وہاں بھی جانا جائز ہے خواہ وضو وہیں کرکے آجائے یا مسجد میں آکر کرے۔ (جامع الرموز)

کھانے پینے کی ضرورت :

○ اگر معتکف کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے جو اس کے لئے مسجد میں کھانا پانی لاسکے تو معتکف کے لئے کھانا لانے کی غرض سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔

اگر ایسا کوئی آدمی میسر نہیں ہے تو کھانا لانے کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے (البحر الرائق ص۳۲۶ ج۲) لیکن کھانا مسجد میں لاکر ہی کھانا چاہئے۔ (کفایتہ المفتی ص۲۳۲ ج۴)

○ نیز ایسے آدمی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ مسجد سے ایسے وقت نکلے کہ کھانا اسے تیار مل جائے تاہم اگر کھانے کے انتظار میں کچھ دیر رکنا پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

○ اسی طرح کھانا لینے کے لئے گھر کے علاوہ ہوٹل اور تنور پر بھی جاسکتا ہے بہتر یہ ہے کہ تنور یا ہوٹل والے کو پہلے اطلاع کردے تاکہ وہ اسے سب سے پہلے فارغ کردے۔

○ کھانا لانے کے لئے غروب آفتاب سے پہلے ہرگز نہ جائے کیونکہ غروب آفتاب سے پہلے ضرورت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد سحری کے آخر وقت تک جانے کا اختیار ہے بعد میں نہیں۔ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ کھانا مسجد میں لاکر کھائے ہوٹل تنور یا گھر میں نہ کھائے۔

○ کوئی شخص معتکف کے لئے کھانا لاسکتا ہے مگر نخرے بہت کرتا ہے یا کھانا لانے پر اجرت بہت مانگتا ہے تو ایسی صورت میں معتکف خود جاکر کھانا لاسکتا ہے۔

○ معتکف کو سخت پیاس لگ رہی ہے مسجد میں پانی نہیں ہے نہ کوئی لاکر

دینے والا ہے تو خود مسجد سے باہر جہاں پانی جلدی ملتا ہو جاکر لاسکتا ہے اگر پانی کا برتن نہ ہو تو اسی جگہ پی کر بھی آسکتا ہے۔ گرمیوں میں کبھی سحری کے وقت ایسی صورت معتکف کو پیش آجاتی ہے۔ (بحرالرائق)

○ **اذان** اگر کوئی موذن اعتکاف میں بیٹھا ہو اور اسے اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے تو اس کے لئے باہر نکلنا جائز ہے مگر اذان کے بعد نہ ٹھہرے۔

○ اگر کوئی شخص باقاعدہ موذن تو نہیں ہے لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کے لئے بھی اذان کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے۔ (مبسوط سرخسی" ص۱۱۶ ج۳)

○ مسجد کے مینار کا دروازہ اگر مسجد کے اندر ہو تو معتکف کے لئے مینار پر چڑھنا مطلقاً جائز ہے کیونکہ وہ مسجد ہی کا حصہ ہے البتہ اگر دروازہ باہر ہو تو اذان کی ضرورت کے سوا اس پر چڑھنا معتکف کے لئے جائز نہیں۔ (شامی ص۱۳۲ ج۲)

○ اسی طرح اگر اذان دینے کی جگہ حجرہ وغیرہ مسجد سے خارج ہو اور اس میں جانے کا دروازہ اور راستہ بھی مسجد سے خارج ہو تو معتکف موذن اور غیر موذن اس جگہ صرف اذان دینے کے لئے جاسکتے ہیں۔

اذان کے علاوہ اور کسی غرض سے جانا مثلاً لیٹنے، بیٹھنے، کھانا کھانے یا ہوا خوری کے لئے معتکف موذن اور غیر موذن کسی کو حالت اعتکاف میں اس جگہ جانا جائز نہیں ایسی جگہ پر اذان دینے کے فوراً بعد واپس آجانا چاہئے۔ (شامی)

نماز جمعہ:

معتکف کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں نماز جمعہ ہوتی ہو لیکن اگر کسی مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوتی مگر پانچ وقتی نماز ہوتی ہو تو وہاں بھی اعتکاف کرنا جائز ہے۔ (شامی و عالمگیری)

○ ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔ لیکن جمعہ کے لئے ایسے وقت اپنی مسجد سے نکلے کہ جب اسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد پہنچنے کے بعد وہ آرام سے چار رکعت سنت ادا کرسکے گا اور اس کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

○ جب کسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے گیا ہو تو فرض پڑھنے کے بعد وہاں سنتیں بھی ادا کرسکتا ہے لیکن اس کے بعد وہاں ٹھہرے نہیں جلد واپس آجائے اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرگیا تو چونکہ مسجد میں ٹھہرا ہے اس لئے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (بدائع ص۱۱۴ ج۲)

○ اگر کوئی شخص جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا اور وہاں جاکر باقی ماندہ اعتکاف اسی مسجد میں پورا کرنے کے لئے وہیں ٹھہرگیا تو اس کا اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیریہ)

معتکف کا مسجد سے منتقل ہونا:

معتکف کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ جس مسجد میں اس نے اعتکاف کیا ہے اسی مسجد میں اسے پورا کرے۔ لیکن اگر کوئی شدید مجبوری ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اسی مسجد میں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ ہو مثلاً وہ مسجد گر جائے یا مال و جان کا کوئی خطرہ ہو یا کوئی شخص اس مسجد سے زبردستی نکال دے تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مسجد سے نکل کر

دوسری مسجد کو جاتے ہوئے راستہ میں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے۔ (فتح القدیر ص ۱۱۱ ج ۳)

نماز جنازہ اور عیادت مریض:

معتکف کے لئے نماز جنازہ یا کسی کی بیمار پرسی کے لئے مسجد سے باہر جانا درست نہیں ہے لیکن اگر قضائے حاجت کے لئے نکلا اور راستے میں کسی کی بیمار پرسی کرلی یا کسی کی نماز جنازہ میں شریک ہوگیا تو جائز ہے اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ (بدائع ص ۱۱۴ ج ۲)

لیکن اس کی چند شرطیں ہیں۔

○ نماز جنازہ یا عیادت مریض کی نیت سے نہ نکلے بلکہ نیت قضائے حاجت کی ہو اور بعد میں یہ کام بھی کرلے اس لئے کہ اگر ان کاموں کی نیت سے نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی)

○ نماز جنازہ اور عیادت کے لئے راستہ سے ہٹنا نہ پڑے بلکہ یہ کام راستے ہی میں ہوجائیں۔ پھر عیادت مریض تو چلتے چلتے کرنی چاہئے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے بیمار پرسی کرلیتے تھے اس غرض کے لئے رکتے نہ تھے۔ (ابن ماجہ ابوداؤد)

○ اور نماز جنازہ میں شرط یہ ہے کہ نماز کے بعد بالکل نہ ٹھہرے (مرقاۃ ص ۳۳۰ ج ۴) اس کے علاوہ اگر اعتکاف کی نیت کرتے وقت ہی یہ شرط کرلی کہ میں اعتکاف کے دوران کسی مریض کی عیادت یا نماز جنازہ میں شرکت یا کسی علمی و دینی مجلس میں شامل ہونے کے لئے چلا جایا کروں گا تو اس صورت میں ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے اور اس

سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا لیکن اس طرح اعتکاف مسنون نہ رہے گا بلکہ نفلی بن جائے گا۔

وہ چیزیں جن سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے:

○ جن ضروریات کا پیچھے ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ کسی بھی مقصد سے اگر کوئی معتکف حدود مسجد سے باہر نکلے گا چاہے ایک لمحہ کے لئے نکلے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (ہدایہ)

○ بغیر ضرورت شرعی مسجد سے نکلنا چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر یا غلطی سے بہرحال اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر بھول کر یا غلطی سے باہر نکلا تو اس سے اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ (شامی)

○ روزہ اعتکاف کے لئے شرط ہے اس لئے اگر کسی نے اعتکاف کی حالت میں روزہ توڑ دیا چاہئے کسی عذر سے توڑا یا بغیر عذر کے جان بوجھ کر توڑا یا غلطی سے ٹوٹ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی ایسا عمل ہوگیا جو روزے کے منافی تھا مثلاً صبح صادق طلوع ہونے کے بعد تک کھاتا رہا یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کرلیا کہ افطار کا وقت ہوچکا ہے یا روزہ یاد ہونے کے باوجود کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ بھی جاتا رہا اور اعتکاف بھی ٹوٹ گیا لیکن اگر روزہ یاد ہی نہ رہا اور بھول کر کچھ کھاپی لیا تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی فاسد نہیں ہوا۔ (شامی و درمختار ص ۱۳۶ ج ۲)

○ اگر کوئی اعتکاف کرنے والا شرعی ضرورت سے باہر نکلا لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی باہر ٹھہر گیا تو اس سے بھی

اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی)

- ○ کوئی شخص احاطہ مسجد کے کسی حصے کو مسجد سمجھ کر اس میں چلا گیا حالانکہ درحقیقت وہ حصہ مسجد میں شامل نہ تھا تو اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (حدود مسجد کا بیان و تفصیل پیچھے گزر چکی ہے)۔
- ○ جماع و ہمبستری کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے چاہے ہمبستری جان بوجھ کر کرے یا بھول کر دن میں کرے یا رات میں مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر منی نکلے یا نہ نکلے تمام صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ)
- ○ اعتکاف کی حالت میں بوس و کنار ناجائز ہے اگر بوس و کنار کرنے سے انزال ہو جائے یعنی منی نکل آئے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا لیکن اگر انزال نہ ہو تو ناجائز ہونے کے باوجود اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ (ہدایہ)
- ○ معتکف گرمی سے بچنے کے لئے یا سردیوں میں دھوپ لینے کے لئے مسجد کی حد سے باہر چلا جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (بحرالرائق)
- ○ معتکف بے ہوش ہو جائے یا دیوانہ ہو جائے یا جن بھوت کے اثر سے بے عقل ہو جائے اور ایک دن ایک رات سے زیادہ یہی حالت رہی تو ایک دن کا درمیان میں وقفہ ہوگیا تسلسل باقی نہ رہا اس لئے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر ایک دن رات گزرنے سے پہلے ہوش میں آگیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (عالمگیری)
- ○ معتکف دوائی لینے کے لئے باہر ہوگیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا دوائی کسی دوسرے آدمی سے منگوانی چاہئے ڈاکٹر کو دکھلانا ہو تو مسجد میں بلا لے۔
- ○ معتکف میت کو نہلانے کفن تیار کرنے نماز جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے لئے یا میت کو کندھا دینے یا دفن میں شریک ہونے کے لئے باہر چلا گیا تو

اعتکاف ٹوٹ جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ صرف انہیں کاموں کے لئے نکلا ہو جواز کی صورت نماز جنازہ اور عیادت مریض کے تحت گزر گی ہیں۔

کن کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے:۔

۱۔ معتکف کو دوران اعتکاف کوئی ایسا مرض لاحق ہوگیا کہ جس کا علاج کرنا مسجد میں رہتے ہوئے ممکن نہ ہو تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (شامی)

۲۔ جب کوئی آدمی ڈوب رہا ہو یا آگ میں جل رہا ہو اور کوئی دوسرا بچانے والا نہ ہو اسی طرح کہیں آگ لگ گئی اور کوئی بجھانے والا نہیں تو اس آدمی کو بچانے اور آگ بجھانے کے لئے معتکف کو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

۳۔ کوئی شخص جبراً مسجد سے باہر نکال کر لے جائے مثلاً وارنٹ گرفتاری آ جائیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (شامی)

۴۔ معتکف کے لئے کوئی ایسی گواہی دینا ضروری ہو جو شرعاً معتکف پر واجب ہو کہ مدعی کا حق اس کی گواہی اور شہادت پر موقوف ہو اور دوسرا کوئی شاہد نہ ہو اگر معتکف گواہی نہ دے تو مدعی کا حق فوت ہو جائے گا تو ایسی صورت میں بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

۵۔ ماں باپ یا بیوی بچوں میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے یا اسی طرح گھر والوں میں سے کسی کی جان یا مال یا آبرو کا خطرہ ہے اور یہ اعتکاف کی حالت میں اس کا انتظام نہیں کرسکتا تو بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

۶۔ اگر کوئی جنازہ آ جائے اور نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو تب بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (فتح القدیر ص ۱۱۱ ج ۲)

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں باہر نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا لیکن گناہ نہ ہوگا۔ (البحر الرائق ص۳۲۶ ج ۲)

اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں باقی ایام کا حکم :

اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں بلکہ عشرہ اخیرہ کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف رکھا جاسکتا ہے اس طرح سنت موکدہ تو ادا نہیں ہوگی لیکن نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا اور اگر اعتکاف کسی غیر اختیاری بھول چوک کی وجہ سے ٹوٹا ہے تو عجب اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ عشرہ اخیرہ کے مسنون اعتکاف کا ثواب بھی اپنی رحمت سے عطاء فرما دیں اس لئے اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں بہتر یہی ہے کہ عشرہ اخیرہ ختم ہونے تک اعتکاف جاری رکھیں لیکن اگر کوئی شخص اس کے بعد اعتکاف جاری نہ رکھے تو یہ بھی جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے اس دن باہر چلا جائے اور اگلے دن سے بہ نیت نفل پھر اعتکاف شروع کر دے۔

اعتکاف کی قضاء :

جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اسی دن کی قضاء واجب ہوگی پورے دس دن کی قضاء واجب نہیں۔ (شامی)

اور اس ایک دن کی قضاء کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اس رمضان میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان میں کسی دن غروب آفتاب سے اگلے دن غروب آفتاب تک قضاء کی نیت سے اعتکاف کریں اور اگر رمضان میں وقت باقی نہ ہو یا کسی وجہ سے اس میں اعتکاف ممکن نہ ہو تو رمضان کے علاوہ کسی بھی دن روزہ رکھ کر ایک دن کے لئے اعتکاف کیا جاسکتا ہے اور اگر آئندہ رمضان میں قضاء کرے تو

بھی صحیح ہو جائے گی۔

لیکن جتنا جلد ممکن ہو سکے قضاء کرلے کیونکہ

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہرو ملک عدم
دفعتہً اک روز یہ جائے گا تھم

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں نہ جانے کون سے موڑ پر زندگی کی شام ہو جائے۔

○ ایک دن کے اعتکاف کی قضاء کا طریقہ اگرچہ فقہاءؒ نے صاف صاف نہیں لکھا لیکن قواعد سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن دن کی قضا واجب ہوگی یعنی قضا کے لئے صبح صادق سے پہلے داخل ہو روزہ رکھے اور اسی روز شام کو غروب آفتاب کے وقت نکل آئے۔

○ اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضاء کرے یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو رات بھر وہاں رہے روزہ رکھے اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ (احکام اعتکاف)

اعتکاف کے مستحبات :۔

○ اعتکاف کے مستحبات اور آداب یہ ہیں کہ انسان دوسرے تمام مشاغل سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کی یاد کی طرف اپنے آپ کو لگالے اس لئے اعتکاف کے دوران غیر ضروری کاموں اور باتوں سے بچنا چاہئے۔

○ اعتکاف میں اچھی اور نیکی کی باتیں کرے۔

○ حتی الامکان جامع مسجد میں اعتکاف کرے۔

○ اپنی طاقت کے مطابق اپنے اوقات کوزیادہ سے زیادہ عبادت الٰہی میں صرف کرے مثلاً نوافل پڑھے قرآن کریم کی تلاوت کرے علم دین کی صحیح اور مستند کتابوں کا مطالعہ کرے، علم دین پڑھے پڑھائے وعظ و نصیحت کرے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرے حضرت نبی علیہ السلام کے صحیح واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئمہ عظام، اولیاء کرام رحمہم اللہ کے حالات و حکایات ان کے اقوال و ملفوظات کا مطالعہ کرے۔ مسائل شرعیہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں مگر جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کی از خود تعبیر و تاویل نہ کریں بلکہ کسی معتبر عالم دین سے دریافت کریں۔

○ اذکار مسنونہ پڑھیں جتنی تسبیح آسانی سے پڑھ سکیں۔پڑھیں.

○ درود شریف کثرت سے پڑھیں سب سے بہتر درود شریف وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

○ صلوٰۃ التسبیح پڑھیں اشراق، چاشت، سنن زوال، اور تہجد کی نماز کا پورا اہتمام کریں تحیہ الوضو اور تحیہ المسجد بھی ترک نہ کریں۔

○ فجر سے اشراق تک اور عصر سے مغرب تک ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہیں۔

○ طاق راتوں میں جاگ کر عبادت کرنے کی کوشش کریں۔

○ "مناجات مقبول" کتاب کی ایک منزل روزانہ پڑھ لیا کریں اس میں قرآن و حدیث کی بہت اچھی اچھی دعائیں جمع کر دی گئی ہیں۔

○ اعتکاف میں پردہ ڈالنا اور نہ ڈالنا دونوں طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ

وسلم سے ثابت ہے اگر پردہ ڈالنے سے ریاکاری، کبر عجب پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو نہ ڈالے اور اگر ان امور کا اندیشہ نہ ہو تو یکسوئی کے لئے پردہ ڈال لینا بہتر ہے البتہ فرض نماز کی جماعت ہونے لگے اور پردہ پڑا رہنے سے جماعت میں خلا رہ جانے کا خطرہ ہو تو پردہ ہٹا دینا چاہئے بلکہ بستر اور سامان بھی اٹھا لینا چاہئے۔

○ جہاں تک ممکن ہو دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو اپنے قول و فعل اور کسی بھی طرز عمل سے تکلیف پہنچانے سے سخت احتیاط کریں۔

اعتکاف کے مباحات :

اعتکاف کی حالت میں مندرجہ ذیل کام بلا کراہت جائز ہیں۔

○ کھانا پینا، سونا، معتکف کھانے پینے کی مختصر چیزیں اور ضروریات کا سامان بھی ساتھ رکھ سکتا ہے لیکن اتنا نہ ہو کہ دوکان ہی لگا لے یا نمازیوں کو جگہ گھر جانے کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے۔

○ ضروری خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ سودا مسجد میں نہ لایا جائے اور خرید و فروخت ضروریات زندگی کے لئے ہو لیکن مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا جائز نہیں (قاضی خان) حجامت کرانا (لیکن بال مسجد میں نہ گریں)۔

○ بات چیت کرنا (لیکن فضول گوئی سے پرہیز ضروری ہے)۔ (شامی)

○ نکاح یا کوئی عقد کرنا (بحرالرائق ص ۳۲۶ ج ۲) کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، تیل لگانا، کنگھی کرنا یہ سب باتیں جائز ہیں۔

○ مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا اور نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا۔ (فتاویٰ دار العلوم جدید ص ۵۰۱ ج ۶)۔

○ قرآن کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا۔ (شامی)

○ اپنے کپڑے دھونا اور کپڑے سینا (مصنف ابن ابی شیبہ) البتہ کپڑے دھوتے وقت پانی مسجد سے باہر کرے اور خود مسجد میں رہے اور یہی حکم برتن دھونے کا ہے۔

○ ضرورت کے وقت مسجد میں ہوا (ریح) خارج کرنا۔ (شامی)

○ کھانے پینے کی یا کوئی ضرورت کی چیز ہو تو اس کو دیکھنے کے لئے مسجد میں منگوا سکتا ہے تاکہ کوئی خراب چیز نہ آجائے۔ (درالمختار)

○ معتکف تاجر یا کارخانہ دار ہو تو اپنے قائم مقام یا ماتحت ملازمین کو تجارت کی ضروری ہدایات دے سکتا ہے اور اس کے متعلق باتیں دریافت کرسکتا ہے کسی خریدار سے ضروری باتیں کرنی ہوں تو بقدر ضرورت لین دین سودا سلف کی باتیں کرنے کی گنجائش ہے۔ (بدائع)

○ معتکف کو ناخن کاٹنے موچھیں سنوارنے خط یا حجامت بنوانے کی بھی رخصت ہے لیکن مسجد میں ناخن پانی اور بال وغیرہ نہ گریں۔ (فتح الباری) بہتر یہ ہے کہ اعتکاف بیٹھنے سے قبل ان امور سے فراغت اختیار کرے۔

○ معتکف کے پاس حالت اعتکاف میں کوئی ضروری کام ہو تو بیوی یا محرمات میں سے مثلاً والدہ، بیٹی، بہن وغیرہ مسجد میں آسکتی ہیں لیکن نماز کا وقت نہ ہو اور پردے کے ساتھ آئیں۔

○ اگر بیوی یا محرمات میں سے کچھ مستورات آئیں اور کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہو تو اسی وقت صفائی کر دینی چاہئے کہ ان سے میرا یہ رشتہ ہے یا یہ میری بیوی ہے تاکہ دوسروں کو بدگمانی نہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے جب کہ ان کے پاس ان کی زوجہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تشریف لے گئیں اور واپسی میں دروازہ مسجد پر دو

انصاری صحابہ ملے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بیوی صفیہ بنت حیی تھیں، نیز جتنے اعمال اعتکاف کے لئے مفسد یا مکروہ نہیں ہیں اور فی نفسہ حلال بھی ہیں وہ سب اعتکاف کی حالت میں جائز ہیں۔

اعتکاف کے مکروہات

اعتکاف کی حالت میں مندرجہ ذیل امور مکروہ ہیں۔

○ بالکل خاموشی اختیار کرنا، کیونکہ شریعت میں بالکل خاموش رہنا کوئی عبادت نہیں اگر خاموشی کو عبادت سمجھ کر کرے گا تو بدعت کا گناہ ہوگا۔ البتہ اگر اس کو عبادت نہ سمجھے لیکن گناہ سے اجتناب کی خاطر حتی الامکان خاموشی کا اہتمام کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (درمختار) لیکن جہاں ضرورت ہو وہاں بولنے سے پرہیز نہ کرنا چاہئے۔

○ فضول اور بلا ضرورت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے ضرورت کے مطابق تھوڑی بہت گفتگو تو جائز ہے لیکن مسجد کو فضول گوئی کی جگہ بنانے سے احتراز لازم ہے۔

○ سامان تجارت مسجد میں لاکر بیچنا بھی مکروہ ہے۔

○ اعتکاف کے لئے مسجد کی اتنی جگہ گھیر لینا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف پہنچے۔

○ معتکف کو حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر اجرت لے کر کوئی کام کرنا جائز نہیں خواہ مذہبی تعلیم دینا ہو یا دین و دنیا کا اور کوئی کام ہو مثلاً کتابت کرنا، کپڑے سینا وغیرہ البتہ جو شخص اس کے بغیر ایام اعتکاف کی روزی بھی نہ کما سکتا ہو اس کے لئے بیع پر قیاس کرکے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (احکام اعتکاف ص۵۰)

○ بعض باتیں ہر حال میں حرام ہیں لیکن اعتکاف کی حالت میں اور بھی سختی آئی ہے مثلاً غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا اور لڑانا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی مسلمان کو ناحق ایذا پہنچانا کسی کے عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر وغیرہ کی باتیں کرنا ریا کاری کرنا ان سے اور اس قسم کی تمام باتوں سے خوب احتیاط کرنی چاہئے۔

○ معتکف نے کسی اجنبی عورت پر نظر ڈالی یا کسی امرد پر نظر ڈالی غلط خیالات میں منہمک ہوگیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا خواہ انزال ہو یا نہ ہو (قاضیخان) یہ کام (یعنی بد نظری) حرام ہے معتکف کو اِس سے سخت اجتناب کرنا چاہئے۔

○ معتکف کسی سے لڑ جھگڑ پڑے اور خدا نہ کرے گالیاں بھی نکال دے تو اس سے اعتکاف تو فاسد نہیں ہوگا مگر گنہگار ہو جائے گا۔

ایک اہم ہدایت

گذشتہ صفحات میں حدود مسجد لکھی گئی ہیں جن میں وہ مقامات لکھے گئے ہیں جہاں معتکف کے لئے جانا جائز نہیں ان کو بار بار پوری توجہ سے پڑھیں اکثر و بیشتر معتکف حضرات بے دھیانی میں یا مسائل سے لاعلمی کی بنا پر ان مقامات پر کبھی تھوکنے کبھی ناک صاف کرنے کبھی کھانا کھانے سے پہلے یا بعد میں ہاتھ دھونے یا برتن دھونے کبھی کلی کرنے کے لئے اور اسی طرح کے دوسرے متفرق کاموں کے لئے چلے جاتے ہیں جس سے ان کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور انہیں اس کا علم بھی نہیں ہوتا یاد رکھیے وضو کرنے کی جگہ بیت الخلاء غسل خانے وغیرہ اکثر مسجد سے باہر ہوتے ہیں اس لئے معتکف کو چاہئے کہ وہ اپنے پاس تھوک دان یا کسی برتن میں مٹی، ریت یا راکھ ڈال کر اپنے پاس رکھے اسی میں تھوکے ناک صاف کرے

ایک برتن ہاتھ دھونے کلی وغیرہ کرنے کیلئے رکھے اور اگر ضرورت ہو تو ایک بڑا برتن برتن دھونے کے لئے رکھے۔

یا یہ تمام کام اس طرح انجام دے کہ پانی سنک وغیرہ مسجد میں نہ گرے مسجد سے باہر گرے اور خود معتکف مسجد میں رہے۔

معتکف کے لئے کئی منزلہ مسجد کا حکم

○ جو مسجد کئی منزلہ ہو تو اس کی ہر منزل میں اعتکاف ہو سکتا ہے اور کسی ایک منزل میں اعتکاف کر لینے کے بعد اس کی دوسری منزل پر معتکف جاسکتا ہے بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ، سیڑھی مسجد کے اندر ہی ہو حدود مسجد سے باہر نہ ہو اگر مسجد کی حدود سے دو چار سیڑھیاں بھی باہر ہو جاتی ہوں تو بھی جانا جائز نہیں ہے ہاں اگر زینہ مسجد سے باہر ہو کر جاتا ہو اور اوپر جانا ضروری ہو تو اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے کے وقت جب اعتکاف کی نیت کرے اسی وقت نیت میں یہ شرط لگالے کہ میں فلاں سیڑھی سے اوپر جایا کروں گا تو شرط کرلینے سے اس زینے سے اوپر چلے جانا جائز ہو جائے گا۔ اس شرط لگانے کو استثناء کرنا بھی کہتے ہیں۔ (شامی)

○ ایک صورت یہ ہے کہ مسجد دو منزلہ ہے معتکف نے اوپر والی مسجد میں اعتکاف کرنے کی نیت کی ہے تو وہ زینہ بغیر شرط کئے خود ہی اعتکاف سے حکماً الگ ہو جائے گا کیونکہ اوپر والی منزل میں بہرحال اس کو اسی زینے سے جانا ہوگا تو یہ نیت میں خود آگیا اور مستثنٰی ہوگیا۔ (شامی)

اعتکاف میں سگریٹ پینے کا حکم :

معتکف کو مسجد میں سگریٹ، بیڑی، سگار، حقہ پینا جائز نہیں دوران اعتکاف ان سے حتی الامکان پرہیز کرے جس طرح روزے کی بنا پر دن میں احتیاط کی شب میں بھی اجتناب کرے ہمت کرنے سے اللہ تعالیٰ توفیق دے ہی دیتے ہیں۔

لیکن اگر شدید تقاضا ہو اور کسی طرح برداشت نہ کرسکتا ہو تو ایسا کرے کہ جب پیشاب، پاخانے کے لئے مسجد سے باہر جائے تو راستہ میں یا بیت الخلاء میں پی لے اور پھر کوئی ایسی چیز کھالے کہ جس سے منہ کی بدبو ختم ہو جائے۔ (مسائل اعتکاف ص۲۱)

معتکف کو اخبارات پڑھنا :

معتکف کو اعتکاف کی حالت میں ایسی کتابیں اور رسالے پڑھنا جن میں بیکار جھوٹے قصے کہانیاں ہوں دہریت کے مضامین ہوں اسلام کے خلاف تحریرات ہوں فحش لٹریچر ہو اسی طرح اخبارات کی جھوٹی خبریں پڑھنا سننا نیز عموما اخبارات تصویروں سے خالی نہیں ہوتے اور فوٹو کو مسجد میں لانا جائز نہیں اس لئے ان سب باتوں سے معتکف کو بچنا چاہئے اور جس مقصد کے لئے اعتکاف کیا ہے اس میں لگنا چاہئے۔ (مسائل اعتکاف ص۲۰)

اعتکاف منذور :

اعتکاف کی دوسری قسم اعتکاف منذور ہے یعنی وہ اعتکاف جو کسی شخص نے نذر مان کر اپنے ذمے واجب کرلیا ہو اس کے ضروری مسائل اَب لکھے جاتے ہیں۔

نذر کا طریقہ :

کسی عبادت کے انجام دینے کے لئے صرف دل میں ارادہ کرلینے سے نذر نہیں ہوتی بلکہ نذر کے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا ضروری ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے دل ہی دل میں ارادہ کر رکھا ہے کہ فلاں دن اعتکاف کروں گا تو صرف اس رادے سے اعتکاف کرنا واجب نہیں ہوگا نیز زبان سے بھی اگر صرف ارادے کا اظہار کیا مثلا یہ کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ فلاں دن اعتکاف کروں گا تو اس سے بھی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (امداد الفتاوی ص۴۸۵ ج۲) بلکہ نذر کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا جملہ استعمال کرے جس کا مفہوم یہ نکلتا ہو کہ میں نے اعتکاف کو اپنے ذمے لازم کرلیا ہے یا وہ الفاظ کہے کہ جو عام طور پر نذر کے معنی میں استعمال ہوتے ہوں مثلا یہ کہے کہ میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی منت مانتا ہوں یا میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرلیا ہے یا میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ فلاں دن کا اعتکاف کروں گا یا اللہ تعالیٰ فلاں بیمار کو تندرست کر دیں تو میں اتنے دن اعتکاف کروں گا ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہو جائے گی۔

○ اگر کسی شخص نے کہا کہ انشاء اللہ میں فلاں دن میں اعتکاف کروں گا تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوئی اور اعتکاف اس کے ذمہ واجب نہیں اب اعتکاف کرے تو اچھا ہے اور نہ کرے تو بھی جائز ہے۔

○ اور اگر انشاء اللہ کے بغیر یہ کہا کہ میں فلاں دن اعتکاف کروں گا اور "منت" یا "عہد" وغیرہ کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا تو ظاہر یہ ہے کہ اس سے بھی نذر منعقد نہیں ہوتی لیکن احتیاطا اس کے مطابق عمل کرے تو بہتر ہے۔ (احکام اعتکاف ص۵۱)

نذر کی قسمیں اور ان کا حکم :

نذر کی دو قسمیں ہیں، نذر معین اور نذر غیر معین، نذر معین کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص مہینے یا دنوں میں اعتکاف کی نیت کرے مثلاً یہ نذر مانے کہ شعبان کے آخری عشرے میں اعتکاف کروں گا اس صورت میں انہی دنوں میں اعتکاف کرنا واجب ہوگا جن دنوں کی نذر مانی ہے۔ (شامی ص ۱۳۱ ج ۲)

دوسری قسم نذر غیر معین ہے جس میں کوئی مہینہ (دن) یا تاریخ مقرر نہ کی ہو مثلاً یہ نذر مانی کہ تین دن اعتکاف کروں گا، تو ان تمام دنوں میں اعتکاف کرنا جائز ہے جن میں روزہ رکھنا جائز ہوتا ہے اور ان دنوں میں اعتکاف کرنے سے نذر پوری ہو جائے گی۔ (احکام اعتکاف)

نذر کی ادائیگی کا طریقہ

○ اعتکاف منذور کے لئے روزہ شرط ہے لہذا خواہ یہ اعتکاف رمضان میں کر رہا ہو یا غیر رمضان میں ہر حالت میں روزہ کے ساتھ اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔

○ اگر کسی شخص نے ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اس پر صرف دن دن کا اعتکاف واجب ہوگا چنانچہ اسے چاہئے کہ صبح صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور شام کو غروب آفتاب کے بعد باہر نکلے ہاں اگر ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانتے وقت دل میں یہ نیت تھی کہ چوبیس گھنٹے اعتکاف کروں گا یعنی رات بھی اعتکاف میں بسر کروں گا تو پھر چوبیس گھنٹے کا اعتکاف لازم ہوگا اس صورت میں اسے چاہئے کہ رمضان کے اعتکاف کی طرح غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور اگلے غروب آفتاب کے بعد باہر نکلے۔

○ اگر صرف ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں ہوئی اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا کیونکہ رات کیوقت روزہ نہیں ہوسکتا اور منذور اعتکاف بغیر روزے کے ممکن نہیں۔

○ اگر دو یا زیادہ دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو دنوں اور راتوں دونوں کا اعتکاف لازم ہوگا۔

○ اگر دو یا زیادہ دنوں کے اعتکاف کی نذر کی اور نیت یہ تھی کہ صرف دن دن میں اعتکاف کروں گا اور رات کو مسجد سے باہر آ جایا کروں گا تو یہ نیت شرعاً درست ہے اس صورت میں صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوگا چنانچہ ایسا شخص روزانہ صبح صادق سے پہلے مسجد میں جائے اور غروب آفتاب کے بعد آ جائے۔

○ اگر دو یا زیادہ راتوں کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی اور نیت صرف رات کے وقت اعتکاف کرنے کی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

○ جن صورتوں میں اعتکاف کی نذر میں دن کے ساتھ رات شامل ہو ان سب صورتوں میں طریقہ یہی ہوگا کہ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو یعنی رات سے اعتکاف کی ابتداء کرے۔

○ جب ایک سے زیادہ دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی ہو تو ان دنوں میں پے در پے روزانہ اعتکاف کرنا واجب ہوگا درمیان میں وقفہ کرکے اعتکاف نہیں کرسکتا مثلاً کسی شخص نے نذرمانی کہ ایک مہینہ اعتکاف کروں گا تو اس پر مسلسل ایک مہینے تک بغیر وقفے کے روزے کے ساتھ اعتکاف کرنا واجب ہے اگر کسی دن اعتکاف چھوٹ گیا تو از سر نو پورے مہینے کا اعتکاف کرنا ہوگا۔ ہاں اگر نذر کرتے وقت یہ صراحت کر دے کہ تین متفرق دنوں میں اعتکاف کروں گا تب وقفے کے ساتھ اعتکاف کرسکتا ہے۔

(بحرالرائق از صفحہ ۳۲۸ تا ۳۲۹ جلد ۲)

اعتکاف منذور کی پابندیاں :

اعتکاف منذور میں وہ تمام پابندیاں ہیں جن کا مفصل بیان اعتکاف مسنون میں کیا گیا ہے جن کاموں کے لئے وہاں سے نکلنا جائز ہے ان کے لئے یہاں بھی نکلنا جائز ہے اور جن کاموں کے لئے وہاں نکلنا جائز نہیں یہاں بھی جائز نہیں البتہ یہاں اتنا فرق ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا عیادت مریض کے لئے یا کسی درس یا وعظ میں یا علمی و دینی مجلس میں شرکت کے لئے اعتکاف سے باہر آ جایا کروں گا تو ان کاموں کے لئے باہر آنا جائز ہوگا اور ان کاموں کے لئے باہر آنے سے اعتکاف منذور کی ادائیگی میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ (عالمگیریہ ص ۲۱۲ ج ۱)

اعتکاف منذور کا فدیہ :

○ اگر کسی شخص نے اعتکاف کی نذر مانی اور اسے نذر پوری کرنے کا وقت بھی ملا لیکن وہ نذر ادا نہ کرسکا یہاں تک کہ موت کا وقت آگیا تو اس پر واجب ہے کہ ورثاء کو اعتکاف کے بدلے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کرے اور ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔

○ لیکن اگر اسے نذر پوری کرنے کا وقت ہی نہیں ملا مثلاً اس نے بیماری میں نذر مانی تھی اور تندرست ہونے سے پہلے ہی مرگیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

○ اعتکاف مسنون کو توڑنے سے جو قضاء واجب ہوتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر قضاء کا وقت ملنے کے باوجود قضاء نہ کی تو فدیہ واجب ہوگا

ورنہ نہیں۔

نفلی اعتکاف :

اعتکاف کی تیسری قسم نفلی اعتکاف ہے اس اعتکاف کے لئے نہ وقت کی شرط ہے نہ روزے کی نہ دن کی نہ رات کی بلکہ انسان جب چاہئے جتنے وقت کے لئے چاہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اسے اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

نفلی اعتکاف کی نیت :

نفلی اعتکاف کی نیت اس طرح کرنی چاہئے کہ "اے اللہ جتنی دیر میں اس مسجد میں رہوں گا اعتکاف کی نیت کرتا ہوں" اور صرف دل میں ارادہ کرلینا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ (البحرالرائق)

نفلی اعتکاف کے مسائل :

○ نفلی اعتکاف ہر مسجد میں ہوسکتا ہے خواہ وہاں نماز باجماعت کا انتظام ہو یا نہ ہو۔

○ رمضان شریف کے آخری عشرے میں دس دن سے کم کی نیت سے اگر اعتکاف کریں تو وہ بھی نفلی اعتکاف ہوگا نفلی اعتکاف یوں تو ہر زمانے ہر وقت میں ہوسکتا ہے مگر رمضان المبارک میں زیادہ ثواب ہے۔

○ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جائے اور داخل ہوتے وقت نیت کرلے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف میں رہوں گا تو اس کو

اعتکاف کا بھی ثواب ملے گا یہ ایسا آسان عمل ہے کہ اس کی انجام دہی میں نہ وقت زیادہ لگانا پڑتا ہے، نہ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے اور ثواب مفت میں ملتا ہے صرف دھیان اور نیت کی بات ہے۔

اس کے باوجود اگر ہم ثواب سے محروم رہیں تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان یہ عادت ڈال لے کہ جب کبھی کسی بھی کام کے لئے مسجد میں جائے اعتکاف کی نیت کرے تاکہ اس فضیلت سے محروم نہ رہے۔

○ اعتکاف نفلی اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک آدمی مسجد میں رہے اور باہر نکلنے سے ختم ہوجاتا ہے۔

○ نفلی اعتکاف کرنے والے نے جتنی دیر یا جتنے دن اعتکاف کرنے کی نیت کی ہو اس کو پورا کرنا چاہئے لیکن اگر کسی وجہ سے پہلے باہر نکلنا پڑے تو جتنی دیر اعتکاف میں رہا اتنی دیر کا ثواب مل گیا اور باقی کی قضاء واجب نہیں۔ (شامی)

○ اگر کسی شخص نے مثلاً تین دن کے اعتکاف کی نیت کی تھی لیکن مسجد میں داخل ہونے کے بعد کوئی ایسا کام کرلیا جس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے تو اس کا اعتکاف پورا ہوگیا یعنی اعتکاف ٹوٹنے سے پہلے جتنی دیر مسجد میں رہا اتنی دیر کا ثواب مل گیا اور کوئی قضاء بھی واجب نہیں ہوئی اب اگر چاہے تو مسجد سے نکل آئے اور چاہے تو نئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرا رہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں جتنے دن اعتکاف کی نیت کی تھی اتنے دن پورے کرے۔

○ نفلی اعتکاف کے لئے روزے سے ہونا بھی ضروری نہیں روزے سے اور بلا روزے سب طرح ہوسکتا ہے۔ (بحرالرائق)

○ مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرنا یاد نہ رہا تو بعد میں جب یاد آجائے اس وقت نیت کرسکتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے پہلے جب یاد آجائے نیت کرلے۔ (مراقی الفلاح)

○ نفلی اعتکاف میں بار بار اٹھ کر چلے جانا اور پھر آجانا سب جائز ہے۔ (عالمگیری)

ایک نصیحت نافع:

جن لوگوں کو رمضان شریف میں مسنون اعتکاف کرنے کا موقع نہ ملتا ہو ان کو چاہے کہ وہ اعتکاف سے بالکل محروم نہ رہیں بلکہ نفلی اعتکاف کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جتنا اعتکاف کرسکتے ہوں نفلی اعتکاف کرلیں اگر زیادہ دن نہ کرسکیں تو چھٹی کے دن ایک ہی روز کا اعتکاف کرلیں یہ بھی ممکن نہ ہو تو چند گھنٹے کا اعتکاف کرلیں اور کم از کم مسجد میں جاتے ہوئے یہ نیت کرہی لیا کریں کہ جتنی دیر مسجد میں رہیں گے اعتکاف کی حالت میں رہیں گے۔

عورتوں کا اعتکاف:

○ اعتکاف کی فضیلت صرف مردوں کے لئے خاص نہیں بلکہ عورتیں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں لیکن عورت کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان کا اعتکاف گھر ہی میں ہوسکتا ہے اور وہ اس طرح کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے اور عبادت کے لئے بنائی ہوئی ہو اسی جگہ اعتکاف میں بیٹھ جائیں اور اگر پہلے سے گھر میں ایسی کوئی جگہ مخصوص نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے ایسی کوئی جگہ بنالیں اور اس میں اعتکاف کرلیں۔ (شامی)

○ اگر گھر میں نماز کے لئے کوئی مستقل جگہ بنی ہوئی نہ ہو اور کسی وجہ

سے ایسی جگہ مستقل طور سے بنانا بھی ممکن نہ ہو تو گھر کے کسی بھی حصے کو عارضی طور پر اعتکاف کے لئے مخصوص کرکے وہاں عورت اعتکاف کرسکتی ہے۔ (عالمگیریہ ص۲۱۱ ج۱، بحوالہ احکام اعتکاف)

○ اگر عورت شادی شدہ ہو تو اعتکاف کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے لئے اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے۔ (شامی) لیکن شوہروں کو چاہئے کہ وہ بلاوجہ عورتوں کو اعتکاف سے محروم نہ رکھیں بلکہ اجازت دے دیا کریں۔

○ اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کرسکتا اور اگر منع کرے تو بیوی کے ذمے اس کی تعمیل واجب نہیں۔ (عالمگیریہ ص۲۱۱ ج۱)

○ عورت کے اعتکاف کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض (ایام ماہواری) اور نفاس سے پاک ہو لہٰذا عورت کو اعتکاف مسنون شروع کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ ان دنوں میں اس کی ماہواری کی تاریخیں آنے والی تو نہیں ہیں اگر تاریخیں رمضان کے آخری عشرے میں آنے والی ہوں تو مسنون اعتکاف نہ کرے ہاں تاریخیں شروع ہونے سے پہلے پہلے تک نفلی اعتکاف کرسکتی ہیں۔

○ اگر کسی عورت نے اعتکاف شروع کر دیا پھر دوران اعتکاف ماہواری شروع ہوگئی تو اس پر واجب ہے کہ ماہواری شروع ہوتے ہی فوراً اعتکاف چھوڑ دے اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف اس دن کی قضاء اس کے ذمے واجب ہوگی۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کرلے اگر رمضان کے دن باقی ہوں تو رمضان میں قضاء کرسکتی ہے اس صورت میں رمضان کا،،

روزہ ہی کافی ہو جائے گا لیکن اگر پاک ہونے پر رمضان ختم ہو جائے تو رمضان کے بعد کسی دن خاص طور پر اعتکاف ہی کے لئے روزہ رکھ کر ایک دن اعتکاف کی قضاء کرلے۔ (حاشیہ بہشتی زیور ص۱۹ ج۳)

○ عورت نے گھر کی جس جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لئے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے وہاں سے شرعی ضرورت کے بغیر ہٹنا جائز نہیں وہاں سے اٹھ کر گھر کے کسی اور حصے میں بھی نہیں جاسکتی اگر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

○ عورت کے لئے بھی اعتکاف کی جگہ سے ہٹنے کے وہی احکام ہیں جو مردوں کے لئے ہیں جن ضروریات کی وجہ سے مردوں کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے ان ضروریات کے لئے عورتوں کو بھی اپنی اعتکاف کی جگہ سے ہٹنا جائز اور جن کاموں کے لئے مردوں کو مسجد سے نکلنا جائز نہیں ان کے لئے عورتوں کو بھی اپنی جگہ سے ہٹنا جائز نہیں اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے ان تمام مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں جو "اعتکاف مسنون" کے عنوان کے تحت پیچھے لکھے گئے ہیں۔

○ عورتیں اعتکاف کے دوران اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے سینے پرونے کا کام کرسکتی ہیں، گھر کے کاموں کے لئے دوسروں کو ہدایات بھی دے سکتی ہیں مگر خود اٹھ کر نہ جائیں نیز بہتر یہ ہے کہ اعتکاف کے دوران ساری توجہ تلاوت ذکر تسبیحات اور عبادت کی طرف رہے دوسرے کاموں میں زیادہ وقت صرف نہ کریں۔

○ خاوند سے اجازت لے کر بیوی نے اعتکاف کیا تو خاوند کو حالت اعتکاف میں بیوی سے ہمبستری کرنے یا بوس و کنار کرنے اور اس ارادے سے اس کی اعتکاف گاہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ (بدائع)

○ خاوند باوجود ممانعت کے حالت اعتکاف میں ہمبستری کرلے تو بیوی کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور خاوند گناہ گار ہوگا۔ (ردالمحتار)

بعض خاص اعمال

دوران اعتکاف چونکہ انسان دنیا کے تمام امور و مشاغل کو چھوڑ کر مسجد میں چلا جاتا ہے۔ لہٰذا اس وقت کو غنیمت سمجھیں اسے فضول باتوں آرام طلبی میں ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ تلاوت کلام پاک عبادت ذکر وغیرہ میں گزاریں اعتکاف میں کوئی نفلی عبادت متعین نہیں۔ البتہ بعض عبادتیں ایسی ہیں جنہیں عام لوگ کثرت مشاغل کی وجہ سے عموماً ادا نہیں کرسکتے اور وہ نفلی عبادات انتہائی خیر و برکت والی ہیں۔ ذیل میں ان کو لکھا جاتا ہے۔

۱۔ صلوٰۃ التسبیح

صلاۃ التسبیح نماز کا ایک خاص طریقہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بڑے اہتمام کے ساتھ سکھلایا تھا اور فرمایا تھا کہ اس طرح کی نماز دن میں ایک بار پڑھ لیا کریں اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو مہینے میں ایک مرتبہ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ۔

نیز اس نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا "اگر تمہارے گناہ عالج کی ریت کے برابر ہوں تب بھی (اس نماز کی بدولت) اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمادیں گے (ترمذی) عالج ایک جگہ کا نام ہے جو سخت ریتلے علاقے میں واقع تھی جہاں ریت بہت ہوتی تھی (قاموس) لہٰذا مطلب یہ ہے کہ گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں اس نماز کی بدولت ان کی مغفرت کی امید ہے۔

چنانچہ بزرگان دین نے اس نماز کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک روزانہ ظہر کے وقت اذان و اقامت کے دوران یہ نماز پڑھتے تھے حضرت ابو عثمان حیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصیبتوں اور غموں سے نجات کے لئے میں نے کوئی عمل صلاۃ التسبیح سے بڑھ کر نہیں دیکھا (معارف السنن ص ۲۸۲ ج ۴)

لہٰذا اعتکاف کے دروان یہ نماز یا تو روزانہ یا جتنی توفیق ہو ضرور پڑھنی چاہئے۔

اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے پڑھی جائیں۔ باقی تمام ارکان تو عام نمازوں کی طرح ہی ہونگے۔ البتہ اس نماز کے دوران ہر رکعت میں پچھتر (75) مرتبہ سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر پڑھا جائے گا۔ جس کے پڑھنے کی تفصیل ابھی تحریر کی جاتی ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بھی ملالیں تو اور اچھا ہے۔

طریقہ صلوٰۃ التسبیح یہ ہے:

1- نیت باندھ کر حسب معمول ثناء پڑھیں۔

- ثناء پڑھنے کے بعد الحمدللہ پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلمات کو پڑھیں۔

3- اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف پڑھیں اور ساتھ ہی کوئی سورۃ پڑھیں اور رکوع میں جانے سے پہلے دس مرتبہ پڑھیں۔

4- رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کے بعد دس مرتبہ پڑھیں۔

5- رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد کے بعد

کھڑے کھڑے دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں۔

6- سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنے کے بعد دس مرتبہ پڑھیں۔

7- دونوں سجدوں کے درمیان دس مرتبہ پڑھیں۔

8- دوسرے سجدہ میں پھر دس مرتبہ پڑھیں۔

اسطرح کل تعداد پچھتر (75) پوری ہوگئی

اسی طرح باقی تین رکعتیں پڑھ لیں چار رکعتوں میں تین سو مرتبہ تسبیحات ہو جائیں گی۔

تسبیحات کی تعداد اگر یاد نہ رہتی ہو تو انگلیوں پر گننا جائز ہے۔ اگر کسی موقع میں اس تعداد میں کمی بیشی ہو جائے تو پریشان نہ ہوں اگلے موقعہ پر کم یا زیادہ کر دے تاکہ پوری نماز میں تعداد تین سو مرتبہ ہو جائے۔

صلوٰۃ الحاجت:

جب کسی انسان کو دنیا و آخرت کی کوئی ضرورت درپیش ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "نماز حاجت" پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل "صلاۃ الحاجۃ" کی نیت سے پڑھیں نماز کا طریقہ عام نفلی نمازوں کی طرح ہوں گا کوئی فرق نہیں البتہ نماز سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہے درود شریف پڑھے پھر دعا کرے۔

بعض مستحب نمازیں،

بعض مستحب نمازیں بڑی فضیلت اور ثواب کی حامل ہیں یوں تو مسلمان کو

چاہئے کہ ہمیشہ ان کا اہتمام کرے لیکن خاص طور سے اعتکاف کے دوران ان کی پابندی آسان ہے اور اگر اعتکاف میں ان کی پابندی کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ باقی دنوں میں بھی ان کی توفیق ہو جایا کرے۔ تو کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اعتکاف کی برکت سے ان تمام مستحبات کا عادی بنا دے۔

تحیۃ الوضوء:

ہر وضو کے بعد دو رکعتیں تحیۃ الوضوء کے طور پر پڑھنا مستحب ہے صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ جو شخص بھی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ اپنے ظاہر و باطن سے نماز ہی کی طرف متوجہ رہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اعتکاف کے دوران چونکہ انسان مسجد میں ہی رہتا ہے اس لئے تحیۃ المسجد کا تو موقع نہیں ہوتا لیکن جب بھی وضو کریں تحیۃ الوضوء پڑھنے کا اہتمام کریں۔ تحیۃ الوضوء کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے عام نمازوں کی طرح پڑھی جائے گی البتہ بہتر یہ ہے کہ یہ نماز اعضا کے خشک ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ (در مختار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال مجھے یہ بتاؤ کہ اسلام لانے کے بعد تمہارا وہ کونسا عمل ہے کہ جس کے بارے میں تمہیں سب سے زیادہ امید ہو (کہ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت تم پر رحمت فرما دیں گے) اس لئے کہ میں نے جنت میں اپنے سامنے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کے بارے میں مجھے امید ہو بہ نسبت اس کے کہ میں نے دن اور رات کے جس وقت میں بھی کبھی وضو کیا تو اس وضو سے جتنی بھی توفیق ہوئی نماز ضرور پڑھی (مشکوٰۃ ص ۱۱۶)

نماز اشراق :

نماز اشراق وہ نماز ہے جو طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جاتی ہے اشراق کی دو رکعتیں ہوتی ہیں' اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس میں افضل یہ ہے کہ انسان نماز فجر کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہے تسبیحات یا تلاوت میں مشغول رہے اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو دو رکعتیں پڑھ لے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعتیں (اشراق کی) پڑھیں تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کی مانند اجر ملے گا۔ (ترمذی)

حضرت سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص نماز صبح سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے اور اشراق کی دو رکعتیں پڑھنے تک خیر کے سوا کچھ زبان سے نہ نکالے تو اس کے گناہ' خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ابوداؤد)

صلوٰۃ الضحیٰ :

صلاۃ الضحیٰ کو اردو میں نمازِ چاشت بھی کہتے ہیں اس نماز کی بھی حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اس کا مستحب وقت ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ یعنی صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان جتنے گھنٹے ہوتے ہوں ان کو چار حصوں پر تقسیم کرکے ایک حصہ گذارنے کے بعد زوال آفتاب سے پہلے پہلے کسی وقت بھی یہ نماز پڑھ لیں صلاۃ الضحیٰ چار سے لے کر بارہ رکعت تک جتنی پڑھ سکتے ہوں پڑھ لیں بلکہ اس سے زائد بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر دو رکعتیں پڑھ لیں تو ادنیٰ فضیلت انشاء اللہ حاصل ہو جائے گی۔ (شامی ص۵۹ ج۱)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص چاشت کی دو رکعتیں پڑھے وہ غافلوں میں نہیں شمار ہوگا اور جو چار پڑھے وہ عبادت گزاروں میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس کے لئے یہ (چھ رکعات) دن بھر (نزول رحمت) کے لئے کافی ہو جائیں گی اور جو آٹھ پڑھے اسے اللہ تعالیٰ خاشعین میں لکھ لے گا۔ اور جو آٹھ پڑھے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (الترغیب والترہیب ص۲۳۶ ج۱)

صلوٰۃ الاوابین :

صلاۃ الاوابین ان نفلوں کو کہتے ہیں جو مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں یہ کم از کم چھ رکعات اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات ہیں اور بہتر یہ ہے کہ چھ رکعتیں مغرب کی دو سنت موکدہ کے علاوہ پڑھی جائیں اگر وقت کم ہو تو سنت موکدہ سمیت چھ پوری کر لی جائیں تب بھی انشاء اللہ اس نماز کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں اسطرح پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے تو یہ چھ رکعات اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر شمار ہوں گی۔ علماء امت و بزرگان دین نے اس نماز کا بڑا اہتمام فرمایا ہے۔

نماز تہجد :

تہجد کی نماز نوافل میں خاص طور پر سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے افضل یہ ہے کہ یہ نماز آخر شب میں پڑھی جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اس میں بہتر یہ ہے کہ قیام رکوع اور سجدہ طویل کیا جائے اور قیام میں قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی جائے جن حضرات کو طویل سورتیں یاد نہ ہوں وہ اعتکاف کے موقع کو غنیمت سمجھ کر خاص خاص سورتیں یاد کرلیں مثلاً سورہ یسین، سورہ مزمل، سورہ ملک، سورہ واقعہ وغیرہ تہجد میں یہ طویل سورتیں پڑھیں۔ دوران اعتکاف خاص طور پر تہجد کا اہتمام کرنا چاہئے یہ وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کے نزول کا ہوتا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

یاد رکھئے کہ تہجد کی نماز صبح صادق سے پہلے پہلے ختم کرلینی چاہئے کیونکہ صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفل پڑھنا جائز نہیں ہے البتہ اگر صبح صادق سے پہلے نماز کی نیت باندھی ہوئی ہو اور نماز کے درمیان صبح صادق ہو جائے تو دو رکعتیں پوری کرلینا جائز ہے۔ (شامی ص۲۷۶ ج۱)

معتکف کے لئے مختصر دستور العمل

معتکف کو درج ذیل دستور العمل کی پابندی کرنی چاہئے کیونکہ وہ دربار خداوندی میں اسی مقصد کے لئے حاضر ہوا ہے اس کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے۔

۱- مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعات نفل اوابین اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات پڑھے پھر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر بدن پر دم کرلے اس کے بعد مختصر طعام اور مختصر ارام کریں پھر نماز عشاء کی تیاری

اور صف اول اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔

۲- عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کر علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کریں یا کسی مستند و معتبر عالم دین کے درس میں شرکت کریں اگر ایسا درس وہاں ہوتا ہو۔ نیز شب قدر میں مطالعہ سے فارغ ہو کر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے ذکر و تلاوت اور نوافل میں مشغول رہیں اور جب سونے کو جی چاہے تو پوری طرح سنت کے مطابق قبلہ رو ہو کر سو جائیں۔

۳- صبح صادق طلوع ہونے سے کم از کم دو گھنٹے قبل بیدار ہو جائیں ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کریں اور تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد اور تہجد کے نوافل ادا کریں۔ جب نوافل سے فارغ ہو جائیں تو کچھ دیر خاموشی سے ذکر و تسبیح میں مشغول رہیں۔ پھر خاموشی سے خوب روئیں اور اپنے جملہ مقاصد حسنہ اور فلاح دارین کی دعاء مانگیں۔

۴- سحری ختم ہونے سے ادھا گھنٹہ پہلے کھانے سے فارغ ہو جائیں اور نماز فجر کی تیاری کریں صف اول اور تکبیر اولیٰ کا خیال رکھیں جب تک نماز کے انتظار میں رہیں استغفار کرتے رہیں۔

۵- نماز فجر سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر پورے جسم پر دم کریں اور سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھیں۔

۶- اشراق کے وقت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات نفل اشراق ادا کریں پھر آرام کریں اور چاشت کے وقت بیدار ہو کر کم از کم دو رکعات اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات نفل چاشت پڑھیں۔

۷- جب زوال ہو جائے تو چار رکعت نفل سنن زوال ادا کریں اور نماز

ظہر کے انتظار میں صف اول میں بیٹھیں تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں نماز ظہر سے فارغ ہو کر صلوٰۃ التسبیح پڑھیں اور تلاوت قرآن پاک کریں پھر اگر کچھ تھکن محسوس ہو تو کچھ آرام کرلیں۔

۸ - نماز عصر سے آدھا گھنٹہ پہلے بیدار ہو جائیں وضوء کر کے تحیۃ الوضوء اور دیگر نوافل اور سنتیں پڑھ کر عصر کی نماز کا انتظار کریں۔ (کہ تمام نمازوں کی سنتیں جو کہ نماز سے قبل ہوں وہ آذان ہونے کے بعد پڑھی جائیں) نماز عصر سے فارغ ہو کر تلاوت کلام پاک کریں پھر استغفر اللہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین درود شریف جتنی مرتبہ ممکن ہو پڑھیں پھر ہمہ تن دعاء میں مشغول رہیں یہ وقت بجد گرانقدر ہے اس کو افطاری کی تیاری میں ضائع نہ ہونے دیں۔

۹- معتکف کے لئے لازم ہے کہ صف اول میں خود آکر بیٹھے خود کہیں اور ہو اور چادر، تولیہ، رومال، وغیرہ سے جگہ روکے رکھے ایسا نہ کرے اور اپنے ہر قول و فعل، نشست و برخاست اور طرز عمل سے دوسرے معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہنچنے سے بچانے کا بیحد اہتمام رکھے اپنی صفائی اور مسجد کی صفائی کا بھی اہتمام رکھے اپنی اور دیگر احباب و متعلقین کے لئے بھی دعاء کرے۔

صدقہ فطر کے احکام :

صدقہ فطر کس پر واجب ہے ؟

صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوۃ فرض ہو۔ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو۔ اگر سونا چاندی اور

نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

زکوۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے لیکن صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آگیا جس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

کس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے ؟

بالغ مرد پر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے۔ بشرطیکہ ان کی ملکیت میں مال نہ ہو اور اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی کے پاس مال ہے تو خود اس کے مال سے واجب ہوگا البتہ تبرعًا ان کی طرف سے باپ ادا کر سکتا ہے لیکن اگر باوجود مالدار ہونے کے ان کی طرف سے ادا نہ کیا گیا تو بالغ ہو جانے کے بعد گذشتہ سالوں کا صدقہ فطر ادا کرنا اِن کے ذمہ واجب ہوگا۔

عورت پر صدقہ فطر صرف اپنی طرف سے واجب ہے بچوں کی طرف سے نہیں۔ اگر بیوی شوہر سے کہے کہ میری طرف سے ادا کردو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا اگرچہ اس کے ذمہ بیوی کی طرف سے ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت :

☆ صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے اگر

کوئی شخص اس سے پہلے مرجائے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں البتہ جو شخص صبح طلوع ہونے کے بعد مرا ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔

☆ اسی طرح جو بچہ صبح طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا باپ پر واجب ہے۔

☆ اور جو بچہ صبح طلوع ہونے کے بعد پیدا ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

☆ صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے اگر پہلے ادا نہ کیا ہو تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

☆ اگر کسی نے کسی وجہ سے صدقہ فطر عید کے دن ادا نہیں کیا تو بعد میں ادا کرے' اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل :

ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

صاحب نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں :

جس پر زکوۃ خود واجب ہو یا زکوۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے پاس مال ہو یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت میں اسے فقیر کہا جاتا ہے اسے زکوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینے کا حکم :

☆ اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا' نانی' دادا' دادی کو زکوۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی' بہن' ماموں' خالہ' چچا وغیرہ کو دے سکتے ہیں اس میں بھی شرط یہ ہے کہ وہ صاحب نصاب نہ ہوں۔

☆ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

☆ بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کو ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پاکر زکوۃ اور صدقہ فطر دے دیتے ہیں حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی زکوۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے :

جن رشتہ داروں کو زکوۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ فطر دینا :

اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں مگر ان کی تنخواہ

میں لگانا درست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحب نصاب نہ ہو :

اگر بالغ عورت اس قابل ہے کہ اس کو صدقہ فطر دیا جاسکے تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ اس کے میکہ والے مالدار ہوں۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اس کے لئے صدقہ فطر کا حکم

اگر کسی بالغ مرد یا عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جو دیئے جائیں غلام اور آزاد مذکر اور مونث اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے، اور نماز عید کے لئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں انہیں کے ذریعہ صدقہ فطر کی ادائیگی بتائی حدیث بالا میں جس کا ترجمہ لکھا گیا ہے ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو فی کس صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے دینے کا ذکر ہے۔ دوسری احادیث میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب

یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے لہذا اگر صدقہ فطر میں جو دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کی بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے ایک صاع یہ کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔

ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوا۔ تو ہر فرد کی طرف سے صدقہ فطر ایک سیر اور ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔

صدقہ فطر کی نقد قیمت معلوم کرنے کا خاص طریقہ

صدقہ فطر کی نقد قیمت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گندم کی جو قیمت فی من کے اعتبار سے ہو اس ایک من گندم کی قیمت کو پانچ سے ضرب دیں جو جواب آئے تو اس کو سو پر تقسیم کرنے کے بعد جو جواب آئے گا تقریبا اتنا ہی صدقہ فطر ہوگا مثلاً آج کل گندم کا بھاؤ فی من ایک سو ستر روپے ہے ایک سو ستر روپے کو پانچ روپے سے ضرب دی تو جواب آٹھ سو پچاس روپے ہوا اب آٹھ سو پچاس روپے کو سو روپے پر تقسیم کیا تو جواب آٹھ روپے پچاس پیسے ہوا تو معلوم ہوا کہ صدقہ فطر آٹھ روپے پچاس پیسے ہے۔

دوسرا طریقہ :

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جتنے روپے من گندم ہو ان روپوں کو چالیس روپے پر تقسیم کرو جو جواب آئے اسے دو روپے سے ضرب دے دیں صدقہ فطر کی قیمت نکل آئے گی۔ مثلاً گندم ایک سو ستر روپے من ہے تو ایک سو ستر رپوں کو چالیس پر تقسیم کیا تو جواب چار روپے پچیس پیسے آیا اب چار روپے پچیس پیسے کو دو سے ضرب دیں تو جواب آٹھ روپے پچاس پیسے ہوا۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ :

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جاسکتا ہے وزن وہی ہے جو اوپر گذرا اور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے اس کا وزن بھی وہی ہے جو کہ جو کا وزن ہے۔

صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے مثلاً چنے، چاول، جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دگنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صدقہ فطر کے فائدے :

صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے اس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔

اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں

صدقہ فطر کے ذریعہ روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھئے کتنا ارزاں سودا ہے کہ صرف دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزے میں جو ملاوٹ ہوگئی تھی اُس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقہ فطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اٹکنے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی لئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہئے خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔

عید اور شب عید کی فضیلت :

اسلام نے پورے سال میں عید کے دو دن مقرر کئے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا اور ان دونوں عیدوں کو ایسی اجتماعی عبادات کا صلہ قرار دیا ہے جو ہر سال انجام پاتی ہیں اس لئے ان عبادات کے بعد ہر سال یہ عید کے دن بھی آتے رہتے ہیں۔

عید الفطر تو رمضان المبارک کی عبادات صوم و صلوٰۃ کی انجام دہی کے لئے توفیق الٰہی کے عطا ہونے پر اظہار تشکر و مسرت کے طور پر منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ اس وقت منائی جاتی ہے جب کہ مسلمانان عالم اسلام کی ایک عظیم الشان عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں اور ان عبادات پر خوشی کوئی دنیوی خوشی نہیں بلکہ یہ ایک دینی خوشی ہے اس لئے اس خوشی کے اظہار کا طریقہ بھی دینی ہونا چاہئے۔

اس لئے ان دونوں عیدوں میں اظہار مسرت اور خوشی کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز عیدین میں سجدہ شکر بجا لائے اور اظہار شکر کے طور پر عید کے دن صدقہ فطر اور عید الاضحیٰ کے دن بارگاہ الٰہی میں قربانی پیش کی جائے۔

عید کا دن مسلمانوں کے لئے عیسائیوں، یہودیوں یا دیگر اقوام کے تہواروں کی طرح کا محض ایک تہوار نہیں، بلکہ یہ دن مسلمانوں کی عبادت کا دن بھی ہے اور مسرت کا بھی۔ ان مسرتوں کا آغاز ایک خاص شان وصفت کی عبادت نماز عیدین سے کیا جاتا ہے جسے تمام مسلمان مل کر اپنے رب کریم کے حضور ایک ساتھ ادا کرتے ہیں مسلمانوں کی یہ اجتماعی عبادت جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے طور پر ادا کی جاتی ہے وہاں یہ عبادت اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا بھی درس دیتی ہے کہ تمام مسلمان رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر علاقائیت اور قومیت کے تصورات کو چھوڑ کر ایک صف میں اپنے رب کریم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں عید کے دن مسلمانوں کا یہ عظیم الشان اجتماع اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مسلمان ایک قوم ہیں ان کے اندر رنگ و نسل اور علاقائیت قومیت کی کوئی تفریق نہیں اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

شب عید کی فضیلت :

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اود عید الاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کی نیت سے عبادت کی تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ (الترغیب و الترہیب ج ۲ ص [illegible])

مطلب یہ ہے کہ ان راتوں میں عبادت الٰہی میں مصروف رہے نماز، تلاوت

اور ذکر و دعاء کرتا رہے ان راتوں میں عبادت کرنے والے کا دل نہ مرے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے خوفناک، ہولناک اور دہشتناک دن میں جب کہ ہر طرف خوف و ہراس گھبراہٹ اور دہشت پھیلی ہوگی لوگ بدحواس ہوں گے اس دن میں حق جل شانہ اس کو نعمت والی اور پر سعادت زندگی سے سرفراز فرمائیں گے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پانچ راتیں زندہ رکھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (وہ پانچ راتیں یہ ہیں) آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقر عید کی رات، عید الفطر کی رات، پندرہویں شعبان کی رات۔

مذکورہ حدیث میں ان پانچ راتوں کی ایک خاص فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ جو شخص ان پانچ راتوں میں جاگ کر ذکر الٰہی اور عبادت میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خاص انعام یہ نازل فرمائیں گے کہ اسے جنت کی دولت سے مالا مال فرما دیں گے پورے سال میں صرف ان پانچ راتوں میں جاگ کر عبادت کرنا کوئی مشکل اور دشوار کام نہیں ہے۔

اگر ہم اپنا جائزہ لیں اور اردگرد کے ماحول پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ہم لوگ دنیاوی نفع اور فائدہ کی خاطر پوری پوری رات جاگ کر گزار دیتے ہیں بعض ملازمت پیشہ حضرات ملازمت کی وجہ سے پوری رات جاگتے ہیں بعض لوگ صرف کھیل تفریح گپ شپ کے لئے پوری رات برباد کر دیتے ہیں لیکن آخرت کے ہولناک دن سے بچنے، پاکیزہ زندگی حاصل کرنے اور مقام جنت پانے کے لئے ہمارے لئے جاگنا دوبھر ہو جاتا ہے حالانکہ اگر نفس و شیطان کا مقابلہ کر کے ہمت کی جائے تو یقیناً ان مبارک راتوں کو ذکر الٰہی سے ترو تازہ رکھا جاسکتا ہے اسی لئے شب عید کا نام لیلۃ الجائزہ رکھا گیا ہے یعنی انعام کی رات کیونکہ اس رات

میں عبادت کرنے والے کو اللہ رب العزت بہت انعام و اکرام سے نوازتے ہیں۔

شب عید کی بے قدری:

اوپر کی ذکر کردہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عید کی رات کتنی فضیلت والی رات ہے اور کس قدر اہم رات ہے مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم نے اس مبارک رات کی فضیلتوں اور برکتوں سے اپنے آپ کو محروم کیا ہوا ہے اس مبارک رات کو طرح طرح کی لغو اور فضول باتوں اور فضول خرچیوں میں برباد کر دیا جاتا ہے عید کا چاند نظر آتے ہی بے شمار لوگ بازار کا رخ کرتے ہیں اور رات کا بیشتر حصہ ان بازاروں میں برباد کر دیا جاتا ہے جہاں طرح طرح کے گناہ ہوتے ہیں جہاں بے پردگی کا سیلاب ہوتا ہے ریکارڈنگ اور دیگر بے شمار قسم کے گناہ ہوتے ہیں جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے بہت سے لوگ اس رات کو وڈیو فلمیں دیکھتے ہوئے گذار دیتے ہیں غرض چاند رات میں اس طرح کے اور بے شمار فضول کام کئے جاتے ہیں ان سب چیزوں سے بچنا ضروری ہے اگر اس مبارک رات میں نیک کام کی توفیق نہ ہو تو کم از کم یہ کوشش کی جائے کہ گناہ میں تو مبتلا نہ ہوں غلط کاموں میں لگے رہنے سے بہتر تو یہ ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر آرام کرلے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لے۔

عید کے دن کی فضیلت:

عید کا دن بھی بہت زیادہ فضیلت کا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ خصوصیت سے اپنے بندوں پر بہت زیادہ انعامات اور مغفرت فرماتے ہیں جن کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے ذیل میں دو احادیث لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا

ہے تو فرشتے راستوں کے سروں پر بیٹھ جاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اے مسلمانوں کے گروہ چلو رب کریم کی طرف جو نیکی (کی توفیق دے کر) احسان کرتا ہے پھر اس پر بہت ثواب دیتا ہے۔ (یعنی خود ہی نیکی کی توفیق دیتا ہے پھر خود ہی اس پر اجر و ثواب عطاء فرماتا ہے)۔ اور فرشتے کہتے ہیں کہ تم کو رات میں قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا اور تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تم نے روزے رکھے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی پس تم انعام حاصل کرو پھر جب نماز پڑھ چکتے ہیں تو فرشتہ پکارتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ بے شک تمہارے رب نے تم کو بخش دیا اور تم اپنے گھر کی طرف کامیاب ہو کر لوٹو پس یہ "یوم الجائزہ" ہے اور اس دن کا نام آسمان میں "یوم الجائزہ" انعام کا دن رکھا جاتا ہے۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبو کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے۔ پھر جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (اس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پھر خوبصورت آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں پھر حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتیں ہیں۔ یہ کیسی رات ہے وہ

لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ یہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے کھول دیئے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرما دیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور مالک جہنم کے داروغہ سے فرما دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے اور جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں حق تعالیٰ شانہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطاء کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی مغفرت کا طلب گار کہ میں اس کی مغفرت کروں کون ہے جو غنی کو قرض دے ایسا غنی جو نادار نہیں ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرہ بھی کمی نہیں کرتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف میں افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی عطاء فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر گاڑ دیتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں

جن میں سے دو بازو وہ صرف اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں صبح تک یہی حالت رہتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا وہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار قسم کے لوگوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ چار قسم کے لوگ کون ہیں ارشاد فرمایا:

- ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔
- دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔
- تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی (رشتہ داروں سے بدسلوکی اور قطع تعلق) کرنے والا ہو
- چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا اور جھگڑالو ہو۔

جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) رکھا جاتا ہے، جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جن کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت رب کریم کی درگاہ کی طرف چلو جو

بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے قصور معاف کرنے والا ہے پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں اس مزدور کا بدلہ کیا ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دی جائے تو حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطاء کروں گا۔

اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا میری عزت کی قسم جب تک میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا اور چھپاتا رہوں گا میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا نہ کروں گا بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا بس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو فطر کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ (الترغیب ج2 ص99)

ان مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ روز عید اور شب عید دونوں ہی بہت فضیلت و اہمیت کی حامل ہیں اور یہ انعامات الٰہی کی وصولی اور خوشنودی حاصل ہونے کا مبارک دن ہے مگر ہماری شامت اعمال یہ ہے کہ ہم ان مبارک شب و روز میں غلط قسم کے کاموں اور گناہوں میں ایسے منہمک ہو جاتے ہیں کہ اس دن بجائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے ہیں

عید کی سنتیں

عید کے دن تیرہ چیزیں سنت ہیں۔

- شریعت کے مطابق اپنی آرائش کرنا۔
- غسل کرنا۔
- مسواک کرنا
- جو بہتر کپڑے اپنے پاس موجود ہوں وہ پہننا۔
- خوشبو لگانا۔
- صبح سویرے اٹھنا۔
- عید گاہ میں سویرے پہنچنا۔
- عید الفطر میں صبح صادق کے بعد عید گاہ میں جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا۔
- عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔
- عید کی نماز (مسجد کے بجائے) عید گاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا۔
- ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔
- عید الفطر کے دن عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد" آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے کہتے ہوئے جانا۔
- سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ میں جانا (اگر عید گاہ زیادہ دور ہو یا کمزوری کے باعث عذر ہو تو سواری میں مضائقہ نہیں)۔ (مراقی الفلاح ص۳۱۸)

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

عیدالفطر کے بعد مزید چھ دن کے روزے رکھنا۔ بہت فضیلت اور ثواب کا کام ہے احادیث میں اِن کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ عیدالفطر کے یہ چھ روزے ماہ شوال میں رکھے جائیں چاہے مسلسل رکھے جائیں یا وقفہ وقفہ سے رکھے جائیں غرض یہ ہے کہ ماہ شوال میں چھ روزوں کی تعداد پوری ہو جائے۔

۱- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے مہینہ میں رکھے تو یہ ایسا ہوگیا جیسا کہ اس نے سال بھر روزے رکھے۔ (مسلم)

۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا۔ (الترغیب ج ۲ ص ۱۱۱)

یعنی بچہ ماں کے پیٹ سے جیسا گناہوں سے پاک صاف پیدا ہوتا ہے اسی طرح رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنے سے بھی وہ گناہوں سے اسی طرح پاک صاف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان باتوں پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ ربنا اغفرلی ولو الدی ولا ساتذتی وللمومنین یوم یقوم الحساب وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ وازواجہ و اتباعہ اجمعین الی یوم الدین (۲۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

کتابیات

اس کتاب کی تالیف میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ان کے نام

1 - المصنف لابن ابی شیبہؒ

2 - مشکواۃ شریف.

3 - اعلاء السنن از الشیخ ظفر احمد عثمانیؒ

4 - معارف الحدیث از مولانا محمد منظور نعمانیؒ

5 - فضائل اعمال از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

6 - المصالح العقلیہ از حضرت تھانویؒ

7 - احکام رمضان از مولانا محمد عالم صاحب دامت برکاتہم

8 - تحفہ الصائمین از مولانا محمد عالم صاحب دامت برکاتہم

9 - احکام اعتکاف از مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

10 - مسائل اعتکاف از مولانا عبدالرؤف سکھروی

11 - کشکول مجذوب

12 - خدام الدین

13 - ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

14 - ماہنامہ البلاغ کراچی

ٹیکہ لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

ڈاکٹروں سے تحقیق کرنے اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انجکشن کے ذریعہ دوا شریانوں میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ شریانوں یا وریدوں میں چلتی ہے۔ جوفِ دماغ یا جوفِ پیٹ میں براہِ راست دوا نہیں پہنچتی اور روزہ ٹوٹنے کے لیے روزہ توڑنے والی چیز کا جوفِ دماغ یا جوفِ پیٹ میں اصل راستہ کے ذریعہ پہنچنا ضروری ہے۔ کسی عضو کے جوف میں یا رگوں کے جوف میں پہنچنا روزہ کو نہیں توڑتا۔ لہٰذا انجکشن کے ذریعہ جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے وہ روزہ کو نہیں توڑتی۔

اس دعوٰی کی وضاحت میں فقہاء کرام کی دو طرح کی عبارتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ زخم پر دوا ڈالنے کو مطلقاً مفسد نہیں فرمایا بلکہ جائفہ یا آمّہ کی قید لگائی ہے۔ کیونکہ زخموں کی ان دو قسموں (جائفہ و آمّہ) سے براہِ راست دوا جوفِ دماغ یا جوفِ پیٹ کے اندر پہنچتی ہے۔ ورنہ رگوں کے جوف کے اندر تو دوسری قسم کے زخموں سے بھی دوا پہنچ جاتی ہے۔

دوم: بہت سی جزئیاتِ فقہیہ مسلّماتِ فقہاء میں ایسی ہیں جن میں دوا وغیرہ مطلقاً جوفِ بدن میں تو پہنچ گئی لیکن چونکہ جوفِ دماغ یا جوفِ پیٹ میں اصل راستہ سے نہیں پہنچی اس لیے اس کو روزہ توڑنے والی قرار نہیں دیا۔ جیسے مرد کی پیشاب گاہ کے اندر دوا وغیرہ چڑھانے سے باتفاقِ آئمہ ثلاثہ، روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

اَ مطلق جوفِ بدن میں کسی شے کا پہنچنا مفسد ہوتا تو خود پیشاب گاہ بھی ایک جوف ہے اور مثانہ بدرجہ اولٰی جوف ہے نیز کان اور حلق بھی جوف ہیں، ان میں پہنچنا بلا خلاف مفسدِ صوم ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ مطلق جوفِ بدن میں روزہ توڑنے والی چیزوں کا پہنچنا مفسدِ صوم نہیں بلکہ خاص جوفِ دماغ اور جوفِ بطن مراد ہیں، بلکہ جوفِ دماغ بھی اس میں اصل نہیں

وہ بھی اسی وجہ سے لیا گیا ہے کہ جوفِ دماغ میں پہنچنے کے بعد بذریعہ منفذ جوفِ معدہ میں پہنچ جانا عادتِ اکثریہ ہے۔

پس جوف سے مراد صرف جوفِ بطن ہے، اور جوفِ دماغ سے جوفِ بطن میں پہنچنا لازمی ہے، اس لیے اس میں پہنچنے کو بھی تبعاً لجوف المعدۃ مفسد قرار دیا ہے۔

اس مضمون کی زیادہ وضاحت بدائع کی عبارت میں ہے، جس سے مندرجہ ذیل دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل یہ کہ کسی چیز کا بدن کے کسی حصّہ کے اندر داخل ہو جانا مطلقاً روزہ کو فاسد نہیں کرتا، بلکہ اس کے لئے دو شرطیں ہیں، اوّل یہ کہ وہ چیز جوفِ معدہ میں یا دماغ میں پہنچ جائے، دوسرے یہ کہ یہ پہنچنا بھی مخارقِ اصلیہ یعنی منفذِ اصلی کے راستہ سے ہو، اگر کوئی چیز مخارِ اصلیہ کے علاوہ کسی دوسرے کیمیاوی طریق سے جوفِ معدہ یا دماغ میں پہنچا دی جائے تو وہ بھی مفسدِ صوم نہیں، ٹیکہ کے ذریعہ بلاشبہ دوا یا اس کا اثر پورے بدن کے ہر حصّہ میں پہنچ جاتا ہے، مگر یہ پہنچنا منفذِ اصلی کے راستہ سے نہیں، بلکہ عروق (رگوں) کے راستہ سے (یہ راستہ منافذِ اصلی نہیں) اسی لئے گرمی کے موسم میں کوئی شخص اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہے تو پیاس کم ہو جاتی ہے، کیونکہ پانی کے اجزاء مسامات کے راستہ سے جسم کے اندر جاتے ہیں، مگر اس کو کسی نے مفسدِ صوم نہیں قرار دیا، اس سے یہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ گلوکوز وغیرہ کے ٹیکے ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ بدن کو غذا جیسی قوت پہنچ جاتی ہے، اس لئے ان کا حکم غذا کا سا ہونا چاہئے؟ جواب واضح ہے کہ قوت پہنچانا مطلقاً مفسد نہیں، جیسے ٹھنڈک پہنچانا مفسد نہیں، بلکہ منفذِ اصلی کے راستہ سے کسی چیز کا جوفِ معدہ یا دماغ میں پہنچنا مفسد ہے، وہ ٹیکہ میں نہیں پایا جاتا اگرچہ قوت اُس سے پہنچ جائے۔

ٹیکہ کی ایک واضح مثال: یہ ظاہر ہے کہ ٹیکہ کا طریقہ نہ عہدِ رسالتؐ میں موجود تھا نہ آئمہ مجتہدین کے زمانہ میں، اس لئے اس کا کوئی صریح حکم نہ تو کسی حدیث میں مل سکتا ہے نہ آئمہ

دین کے کلام میں البتہ فقہی اصول وقواعد اور نظائر پر قیاس کر کے ہی اس کا حکمِ شرعی معلوم کیا جاسکتا ہے۔ سو اس کی واضح مثال یہ ہے کہ اگر کسی کو بچھو یا سانپ کاٹ لے تو یہ مشاہدہ ہے کہ زہر بدن کے اندر جاتا ہے، سانپ کا زہر تو اکثر دماغ ہی پر اثر انداز ہوتا ہے اور بعض جانوروں کے کاٹنے سے بدن پھول جاتا ہے جس سے زہر کا بدن کے اندر جانا یقینی ہو جاتا ہے مگر کسی دنیا کے فقیہہ عالم نے اس کو مفسدِ صوم نہیں قرار دیا۔ یہ ٹیکہ کی ایک واضح مثال ہے، بلکہ سنا یہ گیا ہے کہ ٹیکہ کی ایجاد ہی اسی طرح ہوئی ہے کہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا تجربہ کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچا گیا ہے کہ دوا کا فوری اثر اس طرح بدن میں پہنچایا جاسکتا ہے۔ سانپ بچھو اور دوسرے زہریلے جانوروں کے کاٹنے کو دنیا میں کسی نے مفسدِ صوم قرار نہیں دیا، اس کی وجہ وہی ہو سکتی ہے جو بدائع کے حوالے سے ابھی گذری ہے کہ یہ زہر اگرچہ بدن کے سب حصّوں میں پہنچ گیا مگر مخارقِ اصلیہ یعنی منفذِ اصلی کے راستہ نہیں پہنچا، اس لئے مفسدِ صوم نہیں۔

(آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام صفحہ 153 از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ)

خطبته الاولی عید الفطر

الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد، الحمد لله المنعم المحسن الدیان، ذی الفضل والجود والاحسان، ذی الکرم االمعفرة والامتنان، الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد، ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له ونشهد ان سیدنا ومو لنا محمدا عبده ورسوله الذی ارسل حین شاع الکفر فی البلدان، صلی الله علیه وعلی اله واصحابه مالمع القمران وتعاقب الملوان، الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد.

اما بعد فاعلموا ان یومکم هذا یوم عید لله علیکم فیه عوآئد الاحسان ورجآء نیل الدرجات والعفو الغفران، الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد، وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم، ان لکل قوم عیدا و هذا عیدنا الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد، وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا کا ن یوم عیدهم یعنی یوم فطرهم باهی بهم ملئکته فقال یا ملئکتی ما جزآء اجیر وفی عمله قالوا ربنا جزآء ه ان یو فی اجره قال

ملئکتی عبیدی و امآئی و جلالی و کرمی و علوی و ارتفاع مکانی لا جیبنهم فیقول ارجعوا قد غفرت لکم و بدلت سیاتکم حسانات، قال فیر جعون مغفورا للهم الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد.

قال علیه الصلوة والسلام من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کا ن کصیام الدهر.

کان النبی صلی الله علیه وسلم یکبر بین اضعاف الخطبة یکثر التکبیر فی خطبة العیدین الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد، اعوذ بالله من الشیطن الرجیم ۵ قد افلح من تزکی ۵ وذکر اسم ربه فصلی ۵

تمت خطبة عیدالفطر

(عید کا دوسرا خطبہ وہی پڑھا جائے جو جمعۃ المبارک کا دوسرا خطبہ ہے)